Nishan-i-Asmani
by
Mirza Ghulam Ahmad Qadiayni

ٹائٹل طبع اول

الحمد للہ والمنۃ

کہ رسالہ شافیہ کافیہ جو مخالفوں پر حجت اللہ اور
موافقوں کے لئے موجب زیادت ایمان و عرفان ہے

موسوم بہ

نشان آسمانی

جس کا دوسرا نام

شہادۃ الملہمین

بھی ہے

از تالیفات مہدی زمان و مسیح دوران مجدد الوقت

حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی

جون ۱۸۹۲ء بزیر نگرانی خاکسار غلام محمد کاتب

ریاض ہند امرتسر میں چھپا

ضمیمہ نشان آسمانی [illegible]

[illegible]

قیمت فی نسخہ ۳/

محصولڈاک ایک پائی

اطلاع

بخدمت جمیع احباب

ہر ایک دوست کی خدمت میں جو یہ رسالہ نشانِ آسمانی
روانہ کیا جائے تو سمجھ لینا چاہئے کہ یہ قیمت پر بھیجا گیا ہے
اور جہاں تک ممکن ہو بلا توقف قیمت اسکی جو تین آنے ہے
اور محصول ڈاک آدھا آنہ ہے یعنی کل ۳ر۶ پائی بذریعہ منی آرڈر
روانہ کردیں تا دوسرے رسالہ دافع الوساوس کے طبع کیلئے
سرمایہ جمع ہو جاوے اور جو صاحب اور نسخے خریدنا چاہیں
وہ بھی اطلاع بخشیں تا جس قدر طلب کریں بھیجے جائیں

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

راقم خاکسار میرزا غلام احمد قادیان
ضلع گورداسپور پنجاب

یکم جون ۱۸۹۲ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قدرتِ کردگار مے بینم — حالتِ روزگار مے بینم
از نجوم ایں سخن نمے گویم — بلکہ از کردگار مے بینم
در خراسان و مصر و شام و عراق — فتنہ و کارزار مے بینم
ہمہ را حال مے شود دیگر — گر یکے در ہزار مے بینم
قصۂ بس غریب مے شنوم — غصۂ در دیار مے بینم
غارت و قتل لشکر بسیار — از یمین و یسار مے بینم
بس فرومایگان بے حاصل — عالم و خوند کار مے بینم
مذہب و دین ضعیف مے یابم — مبدع و افتخار مے بینم
دوستان عزیز ہر قومے — گشتہ غمخوار خوار مے بینم
منصب و عزل و تنگی عمال — ہر یکے را دوبار مے بینم
ترک و تاجیک را بہم دیگر — خصمی و گیر و دار مے بینم
مکر و تزویر و حیلہ در ہر جا — از صغار و کبار مے بینم
بقعۂ خیر سخت گشت خراب — جائے جمع شرار مے بینم
اندکے امن گر بود امروز — در حد کوہسار مے بینم
گرچہ مے بینم ایں ہمہ غم نیست — شادیٔ غمگسار مے بینم
بعد امسال و چند سال دگر — عالمے چوں نگار مے بینم
بادشاہ تمام دانائے — سرور و باوقار مے بینم
حکم امسال صورتے دگرست — نہ چو بیدار و وار مے بینم
غین و رے سال چوں گذشت از سال — بوالعجب کار و بار مے بینم

گر در آئینہ ضمیر جہاں
گرد و زنگ و غبار مے بینم

ظلمت ظلم ظالمانِ دیار
بے حد و بے شمار مے بینم

جنگ و آشوب و فتنہ و بیداد
درمیان و کنار مے بینم

بندہ را خواجہ وش ہمے یابم
خواجہ را بندہ وار مے بینم

ہر کہ ادبار پار بود امسال
خاطرش زیر بار مے بینم

سکۂ نو زنند بر رخ زر
درہمش کم عیار مے بینم

ہر یک از حاکمان ہفت اقلیم
دیگرے را دوچار مے بینم

ماہ را روسیاہ مے نگرم
مہر را دلفگار مے بینم

تاجر از دور دست بے ہمراہ
ماندہ در رہگذار مے بینم

حال ہندو خراب مے یابم
جور ترک تتار مے بینم

بعض اشجار بوستان جہاں
بے بہار و ثمار مے بینم

ہمدلی و قناعت و کنجے
حالیا اختیار مے بینم

غم مخور زانکہ من دریں تشویش
خرمی وصل یار مے بینم

چو زمستان بے چمن بگذشت
شمس خوش بہار مے بینم

دورِ او چوں شود تمام بکام
پسرش یادگار مے بینم

بندگانِ جناب حضرت او
سربسر تاجدار مے بینم

بادشاہ تمام ہفت اقلیم
شاہ عالی تبار مے بینم

صورت و سیرتش چو پیغمبر
علم و حلمش شعار مے بینم

ید بیضا کہ با او تابندہ
باز با ذوالفقار مے بینم

گلشن شرع را ہمے بویم
گل دین را ببار مے بینم

تا چہل سال اے برادر من
دورِ آں شہسوار مے بینم

عاصیان از امام معصومم خجل و شرمسار مے بینم
غازی دوستدار دشمن کش ہمدم و یار غار مے بینم
زینت شرع و رونق اسلام محکم و استوار مے بینم
گنج کسریٰ و نقد اسکندر ہمہ بر روئے کار مے بینم
بعد ازاں خود امام خواہد بود پس جہاں را مدار مے بینم
ا ح م و دال مے خوانم نام آں نامدار مے بینم
دین و دُنیا ازو شود معمور خلق زو بختیار مے بینم
مہدی وقت و عیسیٰ دوراں ہر دو را شہسوار مے بینم
ایں جہان را چو مصر مے نگرم عدل او را حصار مے بینم
ہفت باشد وزیر سلطانم ہمہ را کامگار مے بینم
برکفِ دست ساقیٔ وحدت بادۂ خوشگوار مے بینم
تیغ آہن دلان زنگ زدہ کند و بے اعتبار مے بینم
گرگ با میش شیر با آہو در چرا با قرار مے بینم
ترک عیار سست مے نگرم خصم او در خمار مے بینم
نعمت اللہ نشستہ بر کنجے از ہمہ برکنار مے بینم

اس جگہ منشی محمد جعفر صاحب اس بات پر زور دیتے ہیں کہ یہ شعر یعنی ترک عیار گویا اس عاجز کی تکذیب کی نسبت پیشگوئی ہے۔لیکن ایک عقلمند جو انصاف اور تدبر سے کچھ حصہ رکھتا ہو وہ سمجھ سکتا ہے کہ یہ شعر اس قصیدہ کے مضامین کا ایک آخری مضمون ہے اور قصیدہ کی ترتیب سے بداہت معلوم ہوتا ہے کہ اول مسیح موعود کا ظہور ہو اور پھر اس کے بعد کوئی اور واقعہ پیش آوے جو ترک عیار سُست نظر آوے اور اس کا دشمن بھی خمار میں دکھلائی دے اور ظاہر

ہے کہ اس زمانہ میں بجز اس عاجز کے کسی نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ تا اسکے دعویٰ کے بعد ایک ناقص الفہم اس عاجز کو تُرک قرار دے۔ پس اس شعر کے صحیح معنے یہ ہیں کہ اس مسیح کے ظہور کے بعد تُرکی سلطنت کچھ سُست ہو جاویگی اور سلطنت کا مخالف بھی یعنی روس فتحیابی کا کچھ اچھا پھل نہیں دیکھے گا اور آخرکار فتح کا سرور جاتا رہے گا اور خمار رہ جائے گا اور نیز یہ شعر یعنی مہدیؑ وقت و عیسیٰؑ دوران صاف دلالت کرتا ہے کہ وہی مہدی موعود مسیح موعود بھی ہوگا۔ حالانکہ سید احمد صاحب صاحب نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ میں مسیح موعود بھی ہوں۔ اور حدیثوں کی رُو سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ مہدی کے وقت ترکی سلطنت کچھ ضعیف ہو جائیگی اور عرب کے بعض حصوں میں نئی سلطنت کے لئے کچھ تدبیریں کرتے ہونگے اور ترکی سلطنت کو چھوڑنے کے لئے تیار ہونگے۔ سو یہ علامات مہدی موعود اور مسیح موعود کی ہیں جس نے سوچنا ہو سوچے۔ محمد جعفر صاحب کی سمجھ پر تعجب ہے کہ انھوں نے اس مصرعہ پر بھی غور نہیں کی۔ کہ پسرش یادگارے بینم۔ یہ پیشگوئی سید احمد صاحب پر کیونکر صادق آسکتی ہے۔ اگر آج یعنی ۲۷ جنوری ۱۸۹۶ء کو زندہ ہو کر آجاویں تو ایک سو بارہ برس کے ہونگے تو کیا اس عمر میں جورو کرینگے اور لڑکا پیدا ہوگا پھر ماسوا اسکے یہ لڑکا پیدا ہونا اور جورو کرنا مسیح موعود کی بہت حدیثوں میں لکھا ہے اور اس کے مطابق نعمت اللہ صاحب کا الہام ہے کیونکہ مسیح موعود کی بہت حدیثوں میں ہے کہ یتزوج ویولد له لیکن سید صاحب نے تو کبھی مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ پس وہ کیونکر اس پیشگوئی کے مصداق ہو سکتے ہیں اور یہ بھی یاد رہے کہ مصرعہ ترک عیار میں لفظ عیار کا محلِ ذم میں نہیں ہے بلکہ یہ لفظ فارسیوں کے استعمال میں محلِ مدح میں آتا ہی حافظ فرماتے ہیں:۔ ؎

خیالِ زلف تو پختن نہ کار خامان ست
کہ زیر سلسلہ رفتن طریق عیاری ست   منہ

ضروری گذارش

اُن باہمت دوستوں کی خدمت میں جو کسی قدر امداد امورِ دین کیلئے مقدرت رکھتے ہیں

اے مرداں بکوشید و برائے حق بجوشید

اگرچہ پہلے ہی سے میرے مخلص احباب للّٰہی خدمت میں اس قدر مصروف ہیں کہ میں شکر ادا نہیں کر سکتا اور دُعا کرتا ہوں کہ خداوند کریم ان کو ان تمام خدمات کا دونوں جہانوں میں زیادہ سے زیادہ اجر بخشے لیکن اس وقت خاص طور پر توجہ دلانے کے لئے یہ امر پیش آیا ہے کہ آگے تو ہمارے صرف بیرونی مخالف تھے اور فقط بیرونی مخالفت کی ہمیں فکر تھی۔ اور اب وہ لوگ بھی جو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں بلکہ مولوی اور فقیہہ کہلاتے ہیں سخت مخالف ہو گئے ہیں یہاں تک کہ وہ عوام کو ہماری کتابوں کے خریدنے بلکہ پڑھنے سے منع کرتے اور روکتے ہیں اس لئے ایسی دقتیں پیش آگئی ہیں جو بظاہر ہیبت ناک معلوم ہوتی ہیں لیکن اگر ہماری جماعت سُست نہ ہو جائے تو عنقریب یہ سب دقتیں دُور ہو جائینگی۔ اس وقت ہم پر فرض ہو گیا ہے کہ بیرونی اور اندرونی دونوں قسم کی خرابیوں کی اصلاح کرنے کے لئے بدل و جان کوشش کریں اور اپنی زندگی کو اسی راہ میں فدا کر دیں اور وہ صدق قدم دکھلادیں جس سے خدا تعالیٰ جو پوشیدہ بھیدوں کو جاننے والا اور سینوں کی چھپی ہوئی باتوں پر مطلع ہے راضی ہو جائے اسی بناء پر میں نے قصد کیا ہے کہ اب قلم اٹھا کر پھر اُسکو اُس وقت تک موقوف نہ رکھا جائے جب تک کہ خدا تعالیٰ اندرونی اور

بیرونی مخالفوں پر کامل طور پر حجت پوری کر کے حقیقت عیسویہ کے حربہ سے حقیقت دجّالیہ کو پاش پاش نہ کرے۔ لیکن کوئی قصد بجز توفیق و فضل و امداد و رحمت الٰہی انجام پذیر نہیں ہو سکتا اور خداتعالےٰ کی بشارات پر نظر کر کے جو بارش کی طرح برس رہی ہیں اس عاجز کو یہی امید ہے کہ وہ اپنے اس بندہ کو ضائع نہیں کرے گا اور اپنے دین کو اس خطرناک پراگندگی میں نہیں چھوڑے گا جو اَب اُسکے لاحق حال ہے مگر برعایت ظاہری جو طریق مسنون ہے من انصاری الی اللہ بھی کہنا پڑتا ہے۔ سو بھائیو جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں سلسلہ تالیفات کو بلافصل جاری رکھنے کے لئے میرا پختہ ارادہ ہے اور یہ خواہش ہے کہ اس رسالہ کے چھپنے کے بعد جس کا نام نشان آسمانی ہے رسالہ دافع الوساوس طبع کرا کر شائع کیا جاوے اور بعد اسکے بلاتوقف رسالہ حیات النبی و ممات المسیح جو یورپ اور امریکہ کے ملکوں میں بھی بھیجا جائے گا شائع ہو اور بعد اسکے بلاتوقف حصہ پنجم براہین احمدیہ جس کا دوسرا نام ضرورت قرآن رکھا گیا ہے ایک مستقل کتاب کے طور پر چھپنا شروع ہو لیکن میں اس سلسلہ کے قائم رکھنے کے لئے یہ احسن انتظام خیال کرتا ہوں کہ ہر یک رسالہ جو میری طرف سے شائع ہو میرے ذی مقدرت دوست اسکی خریداری سے مجھ کو بدل و جان مدد دیں اس طرح پر کہ حسب مقدرت اپنی ایک نسخہ یا چند نسخے اُسکے خرید لیں جن رسائل کی قیمت تین آنہ یا چار آنہ یا اسکے قریب ہو ان کو ذی مقدرت احباب اپنے مقدور کے موافق ایک مناسب تعداد تک لے سکتے ہیں اور پھر وہی قیمت دوسرے رسالہ کی طبع میں کام آسکتی ہے۔ اگر میری جماعت میں ایسے احباب ہیں جو اُن پر بوجہ املاک و اموال و زیورات وغیرہ کے زکوٰۃ فرض ہو تو اُن کو سمجھنا چاہیئے کہ اس وقت دین اسلام جیسا غریب

اور یتیم اور بیکس کوئی بھی نہیں اور زکوٰۃ نہ دینے میں جس قدر تہدید شرع وارد ہے وہ بھی ظاہر ہے اور عنقریب ہے جو منکر زکوٰۃ کافر ہو جائے پس فرض عین ہے جو اسی راہ میں اعانت اسلام میں زکوٰۃ دی جاوے۔ زکوٰۃ میں کتابیں خریدی جائیں اور مفت تقسیم کی جائیں۔ اور میری تالیفات بجز ان رسائل کے اور بھی ہیں جو نہایت مفید ہیں جیسے رسالہ احکام القرآن اور اربعین فی علامات المقربین اور سراج منیر اور تفسیر کتاب عزیز لیکن چونکہ کتاب براہین احمدیہ کا کام ازبس ضروری ہے اس لئے بشرط فرصت کوشش کی جائے گی کہ یہ رسائل بھی درمیان میں طبع ہو کر شائع ہو جائیں آئندہ ہر ایک امر اللہ جلشانہ کے اختیار میں ہے۔ یفعل اللہ ما یشاء وھو علیٰ کل شیءٍ قدیرٌ +

خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور ۸ - مئی ۱۸۹۲ء

ضرورِی اشتہار

اس عاجز کا ارادہ ہے کہ اشاعتِ دین اسلام کے لئے ایسا احسن انتظام کیا جائے کہ ممالک ہند میں ہر جگہ ہماری طرف سے واعظ و مناظر مقرر ہوں اور بندگانِ خدا کو دعوتِ حق کریں تا حجتِ اسلام رُوے زمین پر پوری ہو۔ لیکن اس ضعف اور قلتِ جماعت کی حالت میں ابھی یہ ارادہ کامل طور پر انجام پذیر نہیں ہو سکتا۔ بالفعل یہ تجویز کیا ہے کہ اگر حضرت مولوی محمد احسن صاحب امروہی جو ایک فاضل جلیل اور امین اور متقی اور محبتِ

اسلام میں بدل و جان فدا شدہ ہیں قبول کریں تو کسی قدر جہاں تک ممکن ہو یہ خدمت ان کے سپرد کی جائے مولوی صاحب موصوف بچوں کی تعلیم اور درس قرآن و حدیث اور وعظ و نصیحت اور مباحثہ اور مناظرہ میں ید طولیٰ رکھتے ہیں نہایت خوشی کی بات ہے اگر وہ اس کام میں لگ جائیں لیکن چونکہ انسان کو حالت عیالداری میں وجوہ معیشت سے چارہ نہیں اسلئے یہ فکر سب سے مقدم ہے کہ مولوی صاحب کے کافی گذارہ کے لئے کوئی احسن تجویز ہو جائے یعنی یہ کہ ہر ایک ذی مقدرت صاحب ہماری جماعت میں سے دائمی طور پر جب تک خداتعالیٰ چاہے انکے گذارہ کے لئے حسب استطاعت اپنی کوئی چندہ مقرر کریں اور پھر جو کچھ مقرر ہو بلاتوقف انکی خدمت میں بھیج دیا کریں دنیا چند روزہ مسافرخانہ ہے آخرت کے لئے نیک کاموں کے ساتھ طیاری کرنی چاہیئے۔ مبارک وہ شخص جو ذخیرہ آخرت کے اکٹھا کرنے کے لئے دن رات لگا ہوا ہے اس اشتہار کے پڑھنے پر جو صاحب چندہ کے لئے طیار ہوں وہ اس عاجز کو اطلاع دیں۔ والسّلام علےٰ من اتبع الھدٰی

۲۶ مئی ۱۸۹۲ء

المشتہر خاکسار غلام احمدؐ از قادیان ضلع گورداسپور

*

طب روحانی

یہ کتاب حضرت حاجی منشی احمد جان صاحب مرحوم کی تالیفات میں سے ہے۔ حاجی صاحب موصوف نے اس کتاب میں اس علم مخفی سلب امراض اور توجہ کو مبسوط طور پر بیان کیا ہے جسکو حال کے مشائخ اور پیرزادے اور سجادہ نشین پوشیدہ طور پر اپنے خاص خاص خلیفوں کو سکھلایا کرتے تھے اور ایک عظیم الشان کرامت خیال کی جاتی تھی اور جسکی طلب میں اب بھی بعض مولوی صاحبان دور دور کا سفر اختیار کرتے ہیں۔ اسلئے محض للہ عام و خاص کو مطلع کیا جاتا ہے کہ اس کتاب کو منگوا کر ضرور ہی مطالعہ کریں کہ یہ بھی منجملہ ان علوم کے ہے جو انبیاء پر فائض ہوئے تھے بلکہ حضرت مسیح کے معجزات تو اسی علم کے سرچشمہ میں سے تھے۔ کتاب کی قیمت ایک روپیہ ہے۔ صاحبزادہ افتخار احمد صاحب جو لدھیانہ محلہ جدید میں رہتے ہیں انکی خدمت میں خط و کتابت کرنے سے قیمتاً مل سکتی ہے +

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

امّا بعد

واضح ہو کہ ان چند اوراق میں اُن بعض اولیاء اور مجاذیب کی شہادتیں درج ہیں جنھوں نے ایک زمانہ دراز اس عاجز سے پہلے اس عاجز کی نسبت خبر دی ہے منجملہ انکے ایک مجذوب گلاب شاہ نام کی پیشگوئی ہے جو ہمارے اس زمانہ سے تیس یا اکتیس برس پہلے اس عالمِ گذران سے گذر چکا ہے اور اگرچہ یہ پیشگوئی ازالہ اوہام کے صفحہ ۷۰۷ میں مجمل طور پر شائع ہو چکی ہے لیکن ابکی دفعہ صاحب بیان کنندہ نے تمام جزئیات کو خوب یاد کر کے بہ تفصیل تمام اُس پیشگوئی کو بیان کیا ہے اور چاہا ہے کہ الگ طور پر وہ پیشگوئی ایک اشتہار میں شائع کر دی جائے۔

بیان کنندہ یعنے میاں کریم بخش جسقدر اس پیشگوئی کو نہایت یقین اور ایمانی جوش کے ساتھ بیان کرتا ہے اسکو اگر کوئی طالب حق متوجہ ہو کر سُنے تو ممکن نہیں کہ اُس کا ایک کامل اور عجیب اثر اُسکے دل پر پیدا نہ ہو میَنے میاں کریم بخش کو آج ماہِ مئی ۱۸۹۲ء میں دوبارہ لدھیانہ میں بُلا کر اس پیشگوئی کی اُس سے مکرر تفتیش کی اور کئی مجلسوں میں اسکو قسم دیکر پوچھا گیا کہ اس بارے میں جو یقینی طور پر راست راست بات ہے اور خوب یاد ہے

وہی بات بیان کرے ایک ذرہ مشتبہ بات بیان نہ کرے۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ اگر ایک سرِ مو کوئی خلاف واقعہ بات یا کوئی مشتبہ امر بیان کریگا جو ٹھیک ٹھیک یاد نہیں رہا تو خدا تعالیٰ کے سامنے اُس کا جواب دینا پڑے گا بلکہ سچائی کے امتحان کی غرض سے نہایت سختی سے اُس پیر مرد کو کہا گیا کہ آپ اب اس بات کو خوب سوچ لیں اور سمجھ لیں کہ اگر آپ کے بیان میں ایک لفظ بھی خلاف واقعہ ہوگا تو اس کا بوجھ آپکی گردن پر ہوگا اور حشر کے دن میں وہ طوق لعنت گردن میں پڑیگا جو مفتریوں کی گردن میں پڑا کرتا ہے پھر بار بار کہا گیا کہ اے میاں کریم بخش آپ پیر مرد آدمی ہیں اور جیسا کہ سُنا جاتا ہے تقوےٰ اور صوم وصلوٰۃ کی پابندی سے آپ کا زمانہ گذرا ہے اب اس بات کو یاد رکھو کہ اگر یہ پیشگوئی میاں گلاب شاہ کی جو اس عاجز کی نسبت آپ بیان کرتے ہیں ایک مشتبہ امر ہے یا خلاف واقعہ ہے تو اُسکے بیان کرنے سے تمام اعمال خیر سابقہ تمہارے ضائع اور برباد ہو جائینگے اور ناراض نہ ہونا یقیناً سمجھو کہ اس افترا کی سزا میں تم جہنم میں ڈالے جاؤ گے۔ اگر یقینی طور پر یہ امر واقعی نہیں تو میرے لئے اپنے ایمان کو ضائع مت کرو۔ مَیں نہ اس جہان میں تمہارے کام آسکتا ہوں نہ اُس جہان میں۔ جو مجرم بنکر خدا تعالےٰ کے سامنے جائے گا اُسکے لئے وہ جہنم ہے جس میں وہ نہ مریگا اور نہ زندہ رہے گا۔ بدبخت ہے وہ انسان جو افترا کر کے اپنے مالک کو ناراض کرے اور سخت بدنصیب ہے وہ شخص کہ ایک مجرمانہ کام کر کے ساری عمر کی نیکیاں برباد کر دیوے اور یاد رکھو کہ اگر کوئی میرے لئے کسی قسم کا خدا تعالےٰ پر افترا کریگا اور کوئی خواب یا کوئی الہام یا کشف میرے خوش کرنے کے لئے مشہور کرے گا تو میں اسکو کتوں سے بدتر اور سوٴروں سے ناپاک تر سمجھتا ہوں اور دونوں جہانوں میں اُس سے بیزار ہوں کیونکہ اُس نے

ایک ذلیل خلق کے لئے اپنے عزیز مولی کو جھوٹ بولکر ناراض کر دیا۔ اگر ہم بیباک اور کذاب ہو جائیں اور خدا تعالی کے سامنے افتراؤں سے نہ ڈریں تو ہزار ہا درجے ہم سے کتے اور سؤر اچھے ہیں۔ سو اگر گناہ کیا ہے تو توبہ کرو تا ہلاک نہ ہو جاؤ اور یقیناً سمجھو کہ خدا تعالی مفتری کو بے سزا نہیں چھوڑیگا اور اس عاجز کا کاروبار کسی انسان کی شہادت پر موقوف نہیں جس نے مجھے بھیجا ہے وہ میرے ساتھ ہے اور میں اسکے ساتھ ہوں۔ میرے لئے وہی پناہ کافی ہے یقیناً وہ اپنے بندہ کو ضائع نہیں کرے گا اور اپنے فرستادہ کو برباد نہیں کرے گا یہ وہ تمام باتیں ہیں جو کئی دفعہ میاں کریم بخش کو کئی مجلسوں میں کہی گئیں لیکن اس نے ان سب باتوں کو سنکر ایک درد بھرے ہوئے دل کے ساتھ ایسا جواب دیا جس سے رونا آتا تھا اور اسکے لفظ لفظ سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ خدا کے خوف سے بھر کر نہایت سچائی سے بیان کر رہا ہے اور اس کے بیان کرنے میں جو چشم پر آب ہو کر ایک رقت کے ساتھ تھا ایک ایسی تاثیر تھی جس کے اثر سے بدن پر لرزہ آتا تھا پس اس روز یقین قطعی سے سمجھا گیا کہ یہ پیشگوئی اس شخص کے رگ و ریشہ میں اثر کر گئی ہے اور اس کے ایمان کو اس سے اعلیٰ درجہ کا فائدہ پہنچا ہے چنانچہ ہم ذیل میں اس کا وہ اشتہار جو اس نے اللہ جلشانہ کی قسم کھا کر ایک پُر درد بیان لکھایا ہے درج کرینگے اسکے پڑھنے سے ناظرین جو با انصاف اور حقیقت شناس ہیں سمجھ لینگے کہ کیسی اعلیٰ شان کی وہ شہادت ہے ٭

ماسوا اسکے ایک اور پیشگوئی ہے جو ایک مرد با خدا نعمت اللہ نام نے جو ہندوستان میں اپنی ولایت اور اہل کشف ہونے کا شہرہ رکھتا ہے اپنے ایک قصیدہ میں لکھی ہے اور یہ بزرگ سات سو پچاس برس پہلے

ہمارے زمانہ سے گذر چکے ہیں اور اسی قدر مدت انکے اس قصیدہ کی تالیف کو بھی گذر گئی ہے جس میں یہ پیشگوئی درج ہے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید دہلوی جس زمانہ میں اس کوشش میں تھے کہ کسی طرح انکے مرشد سید احمد صاحب مہدئ وقت قرار دئے جائیں اس زمانہ میں انھوں نے اس قصیدہ کو حاصل کر کے بہت کچھ سعی کی کہ یہ پیشگوئی انکے حق میں ٹھہر جائے یہاں تک کہ انھوں نے اپنی کتاب کے ساتھ بھی اسکو شائع کر دیا۔ لیکن اس پیشگوئی میں وہ پتے اور نشان دیئے گئے تھے کہ کسی طرح سید احمد صاحب ان علامات کے مصداق نہیں ٹھہر سکتے تھے. ہاں یہ سچ ہے کہ اس پیشگوئی کے مصداق کا نام اَحْمَد لکھا ہے یعنی اس آنے والے کا نام احمد ہو گا اور نیز یہ بھی اشارہ پایا جاتا ہے کہ وہ ملک ہند میں ہو گا اور نیز یہ بھی لکھا ہے کہ وہ تیرھویں صدی میں ظہور کرے گا پس بنظر سرسری خیال گذر سکتا ہے کہ سید احمد صاحب میں یہ تینوں علامتیں تھیں مگر ذرہ غور کرنے سے معلوم ہو گا۔ کہ اُس پیشگوئی کو سید احمد صاحب موصوف سے کچھ بھی تعلق نہیں کیونکہ اوّل تو ان اشعار سے صاف پایا جاتا ہے کہ وہ مجدد موعود تیرھویں صدی کے اوائل میں نہیں ہو گا بلکہ تیرھویں صدی کے اخیر پر کئی واقعات اور حادثات اور فتن کے ظہور کے بعد ظہور کرے گا یعنی چودھویں صدی کے سر پر ہو گا مگر ظاہر ہے کہ سید احمد صاحب نے تیرھویں صدی کے نصف تک بھی زمانہ نہیں پایا پھر چودھویں صدی کا مجدد اُن کو کیونکر ٹھہرایا جائے۔ ماسوا اسکے سید صاحب موصوف نے یہ دعویٰ۔ جو اُنکی نسبت بیان کیا جاتا ہے اپنی زبان سے کہیں نہیں کیا اور کوئی بیان اُس کا ایسا پیش نہیں ہو سکتا جس میں یہ دعوٰی موجود ہو۔ اور ان سب باتوں سے بڑھ کر یہ امر ہے کہ شیخ نعمت اللہ ولی نے ان اشعار میں اُس آنے والے کی

نسبت یہ بھی لکھا ہے کہ وہ مہدی اور عیسیٰ بھی کہلائے گا حالانکہ صاف ظاہر ہے کہ سید احمد صاحب نے کبھی عیسیٰ ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ پھر انھیں اشعار میں ایک یہ بھی اشارہ کیا ہے کہ اُسکے بعد اُسکے رنگ پر آنیوالا اس کا بیٹا ہوگا کہ اُس کا یادگار ہوگا۔ اب صاف ظاہر ہے کہ سید احمد صاحب نے ایسے کامل بیٹے کی نسبت کوئی پیشگوئی نہیں کی اور نہ کوئی اُن کا ایسا بیٹا ہوا کہ وہ عیسوی رنگ سے رنگین ہو۔ پھر انھیں اشعار میں ایک یہ بھی اشارہ ہے کہ وہ مبعوث ہونے کے وقت سے چالیس برس تک عمر پائے گا۔ مگر ظاہر ہے کہ سید احمد صاحب اپنے ظہور کے وقت سے صرف چند سال زندہ رہکر اس دُنیا فانی سے انتقال کر گئے لیکن براہین احمدیہ کے دیکھنے سے ظاہر ہوگا کہ یہ عاجز تجدید دین کے لئے اپنی عمر کے سن چالیس میں مبعوث ہوا جسکو گیارہ برس کے قریب گذر گئے اور باعتبار اُس پیشگوئی کے جو ازالہ اوہام میں درج ہے یعنے یہ کہ ثمانین حولاً او قریباً من ذالک ایام بعثت چالیس برس ہوتے ہیں۔ واللہ اعلم *

اور سید صاحب کے پھر دوبارہ آنے کی امید رکھنا اسی قسم کی امید ہے۔ جو حضرت ایلیا اور مسیح کے آنے پر رکھی جاتی ہے اور نہایت سادہ اور بے خبر آدمی اپنے وقتوں کو اس اُمید پر ضائع کر رہے ہیں اسکی صرف اس قدر اصلیت معلوم ہوتی ہے کہ قدیم سے خدا تعالیٰ کی یہ سنت جاری ہے کہ بعض اوقات وہ ایک کامل فوت شدہ کے دُنیا میں دوبارہ آنے کی نسبت کسی اہل کشف کے ذریعہ سے خبر دے دیتا ہے اور اس سے مُراد صرف یہ بات ہوتی ہے کہ اُس شخص کی طبع اور سیرت پر کوئی شخص پیدا ہوگا چنانچہ بنی اسرائیل کے نبیوں میں سے ملاکی نبی نے بھی یہ خبر دی تھی کہ ایلیا نبی جو آسمان پر اُٹھایا گیا ہے پھر دُنیا

میں آئے گا۔ اور جب تک ایلیا دوبارہ دُنیا میں نہ آوے تب تک مسیح نہیں آسکتا
پس خبر کے ظاہر الفاظ پر یہود ظاہر پرست اس قدر جم گئے کہ انھوں نے حضرت مسیح
کو اُنکے ظہور کے وقت قبول نہ کیا اور ہر چند حضرت مسیح نے انھیں کہا کہ ایلیا
سے مُراد یوحنا ذکریا کا بیٹا ہے جو یحییٰ بھی کہلاتا ہے لیکن اُنکی نظر تو آسمان پر تھی کہ
وہ آسمان سے نازل ہو گا۔ پس اس ظاہر پرستی کی وجہ سے انھوں نے دو نبیوں
کا انکار کر دیا یعنی عیسیٰ اور یحییٰ کا۔ اور کہا کہ یہ سچے نبی نہیں ہیں۔ اگر یہ سچے
ہوتے تو اِن سے پہلے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے اپنی پاک کتابوں میں خبر دی تھی
ایلیا نبی آسمان سے نازل ہوتا۔ سو یہودی لوگ اب تک آسمان کیطرف دیکھ
رہے ہیں کہ کب ایلیا نبی اس سے اُترتا ہے اور ان بدنصیبوں کو خبر نہیں
کہ ایلیا نبی تو آسمان سے اُتر چکا اور مسیح بھی آچکا۔ افسوس کہ خشک ظاہر
پرستی نے کس قدر دُنیا کو نقصان پہنچائے ہیں پھر بھی دُنیا نہیں سمجھتی ✦

ایک صحیح حدیث میں ہے کہ اے مسلمانوں تم آخری زمانہ میں بکلی یہودیوں کے
قدم بقدم ہر یک بات میں چلوگے یہاں تک کہ اگر کسی یہودی نے اپنی ماں سے
زنا کیا ہو گا تو تم بھی کروگے۔ یہ حدیث اور ایلیا نبی کا قصہ مسیح موعود کے قصہ کے
ساتھ جسپر آج طوفان برپا ہو رہا ہے ملا کر پڑھو اور غور کرو اور ذرا عقل سے
کام لے کر سوچو کہ ایلیا نبی کے دوبارہ آنے کا خیال جو یہودیوں کے اہلسنت والجماعت
میں بالاتفاق قائم ہو چکا تھا آخر وہ حضرت عیسیٰ کی عدالت سے کیونکر فیصلہ
ہو کر پاش پاش ہو گیا۔ کہاں گیا اُن کا اجماع۔ سوچکر دیکھو کہ آیا سچ ایلیا نبی
آسمان سے اُتر آیا یا ایلیا سے یحییٰ بن ذکریا مراد لیا گیا۔ خدا تعالیٰ قرآن کریم میں
بار بار فرماتا ہے کہ تم اے مسلمانوں اُن ٹھوکروں سے بچو جو یہودی لوگ کھا چکے
ہیں اور اُن خیالات سے پرہیز کرو جن پر جمنے سے یہودی لوگ کتے اور سؤر بنائے گئے

دانا وہ ہے جو دوسرے کے حال سے نصیحت پکڑے اور جس جگہ دوسرے کا پیر پھسل چکا ہے اس جگہ قدم رکھنے سے ڈرے افسوس کہ آپ لوگ اپنے لئے اور اپنی قوم کے لئے وہی غاریں کھود رہے ہیں جو یہودیوں نے کھودی تھیں۔ ذرہ تکلیف اُٹھائیں اور یہود علماء کے پاس جائیں اور پوچھیں کہ یہود نے حضرت عیسٰی اور حضرت یحییٰ کو قبول نہ کیا تو یہی جواب پائیں گے کہ سچے مسیح کے آنے کی آسمانی کتابوں اور بنی اسرائیل کی احادیث میں یہی نشانی لکھی ہے کہ اس سے پہلے ایلیا آسمان سے اُترے گا اور نیز مسیح بادشاہ اور صاحب لشکر ہوگا۔ سو چونکہ ایلیا آسمان سے نہیں اُترا اور نہ ابن مریم کو ظاہری بادشاہی ملی اس لئے مریم کا بیٹا سچا مسیح نہیں ہے ✣

اب آپ لوگ سوچیں اور خوب سوچیں کہ یہ قصہ ایلیا کا مسیح موعود کے قصہ سے کس قدر ہمشکل ہے اور اس بات کو سمجھ لیں کہ گو مسیح کے پہلے کئی نبی ہوئے مگر کسی نے یہ ظاہر نہ کیا کہ ایلیا سے مُراد کوئی دوسرا شخص ہے مسیح کے ظہور کے وقت تک یہود کے تمام فقیہوں اور مولویوں کا اس پر اتفاق رہا کہ ایلیا نبی پھر دُنیا میں آئے گا اور تعجب یہ کہ اُن کے الہاموں کو بھی یہ الہام نہ ہوا کہ یہ عقیدہ سراسر غلط ہے اور آسمانی کتاب کے ظاہر لفظ بھی یہی بتلاتے رہے کہ ایلیا نبی دوبارہ دُنیا میں آئے گا لیکن آخرکار حضرت مسیح پر خدا تعالٰے نے یہ راز سربستہ کھول دیا کہ ایلیا نبی دوبارہ نہیں آئے گا۔ بلکہ اس کے آنے سے مراد اُسکے ہم صفت کا آنا ہے جو یحییٰ نبی ہے اصل بات یہی ہے کہ پیشگوئیوں میں بہت سے اسرار ہوتے ہیں کہ جو اپنے وقت پر کھلتے ہیں اور بغیر پہنچنے وقت کے بڑے بڑے عارف بھی اُن کی اصل حقیقت سے بے خبر رہتے ہیں۔ سچ کہا ہے کسی نے کہ ہر

سخن وقتے و ہر نکتہ مقامے دارد ۔ وکم من علمٍ ترک الاولون للآخرین

اسی طرح یہ بات قرین قیاس ہے کہ سید احمد صاحب یا اُسکے کسی صالح مرید کو یہ الہام ہوا ہو کہ احمدؐ پھر دُنیا میں آئے گا اور انھوں نے اِسکے یہ معنے سمجھے ہوں کہ یہی سید احمد صاحب کچھ مدت دنیا سے محجوب رہ کر پھر دُنیا میں آجائینگے اس قسم کے دعوؤں کے نمونے دوسری قوموں میں بھی پائے جاتے ہیں۔ لوگ عادت اللہ کی طرف خیال نہیں کرتے اور وہ معنے جو مسنون اللہ اور قرینِ قیاس ہیں ترک کر کے ایک بیہودہ اور بے اصل معنے قبول کر لیتے ہیں سو سید احمدؐ صاحب کا دوبارہ آنا جو ہمارے اکثر موحد بھائی بڑے ذوق و شوق سے انتظار کر رہے ہیں۔ درحقیقت اسی قسم کے خیالات میں سے ہے۔ اے حضرات احمد آنے والا آگیا اب تم بھی سمجھ لو کہ سید احمد آگیا کیونکہ مومن کنفس واحدۃٍ ہوتے ہیں وللہ درّ القائل +

انبیاء در اولیا جلوہ دہند ہر زماں آیند در رنگے دگر

ہائے افسوس لوگ اس بات سے کیسے بے خبر ہیں کہ ہر ایک فردِ بشر کو موت لگی ہوئی ہے اور دوبارہ آنا کسی فوت شدہ کا یعنی حقیقی طور پر خدا تعالیٰ ہرگز تجویز نہیں کرتا اور کوئی صالح آدمی دو موتوں اور دو جان کندنوں سے ہرگز معذب نہیں ہو سکتا۔ اس بیہودہ خیال سے کہ مسیح بن مریم زندہ آسمان پر بیٹھا ہے بڑے بڑے فتنے دُنیا میں پڑ گئے دراصل عیسائیوں کے پاس مسیح کو خدا ٹھہرانے کی یہی بنیاد ہے اور اُس کو زندہ ماننے سے رفتہ رفتہ اُن کا یہ خیال ہو گیا کہ اب باپ کچھ نہیں کرتا سب کچھ اُس نے اپنے بیٹے کو جو زندہ موجود ہے سپرد کر رکھا ہے۔ غرض یہی اوّل دلیل مسیح کے خدا ہونے کی عیسائیوں کے پاس ہے جسکی ہمارے علماء تائید کر رہے ہیں مگر

حق بات یہی ہے کہ وہ فوت ہو گئے قرآن کریم اُن کے فوت ہونے پر انہیں لفظوں سے شاہد ہے جو دوسرے موتیٰ کے لئے استعمال کئے گئے ہیں بخاری میں ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اُن کی تصدیق کرتے ہیں ابن عباس جیسے جلیل الشان صحابی اس آیت توفی عیسیٰ کی یہی موت ہی معنے بیان کرتے ہیں۔ اور طبرانی اور حاکم حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ عیسیٰ ایک سو بیس برس تک زندہ رہا اسی حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ عیسیٰ سے میری عمر آدھی ہے اب ظاہر ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ فوت نہیں ہوئے تو غالباً ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی اب تک زندہ ہی ہونگے +

ایک اور نکتہ ہے جو کلام الٰہی پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ جب انسان خدا تعالےٰ کے جذبات سے ہدایت پا کر دن بدن حق اور حقانیت کی طرف ترقی کرتا ہے اور نفس اور نفسانی امور کو چھوڑتا ہے تو آخر انتہائی نقطہ اسکے تصفیہ نفس کا یہ ہوتا ہے کہ وہ بکلی ظلمت نفس اور جذبات نفسانیہ سے باہر آ کر اور جسم کو جو تخت گاہِ نفس ہے ادخنہ جسمانیہ سے دھو کر ایک مصفا قطرہ کی طرح ہو جاتا ہے۔ اُس وقت وہ خدا تعالےٰ کی نظر میں فقط ایک رُوح مجرد ہوتا ہے جو گداز ش نفس کے بعد باقی رہ جاتا ہے اور اطاعت کاملہ موتیٰ میں علامتیک سی ایک مشابہت پیدا کر لیتا ہے تب اس مقام پر پہنچکر عند اللہ اس کا حق ہوتا ہے۔ جو اُس کو رُوح اللہ اور کلمتہ اللہ کہا جائے یہ معنے ایک طور سے اس حدیث سے بھی نکلتے ہیں جو ابن ماجہ اور حاکم اپنی کتابوں میں لائے ہیں کہ لا مہدی الا عیسےٰ یعنی مہدی کے کامل مرتبہ پر وہی

پہنچتا ہے جو اوّل عیسیٰ بنجائے یعنی جب انسان تبتل الی اللہ میں ایسا کمال حاصل کرے جو فقط رُوح رہ جائے تب وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک رُوح اللہ ہو جاتا ہے اور آسمان میں اس کا نام عیسیٰ رکھا جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے ایک رُوحانی پیدایش اُسکو ملتی ہے جو کسی جسمانی باپ کے ذریعہ سے نہیں بلکہ خدا تعالےٰ کے فضل کا سایہ اُسکو وہ پیدایش عنایت کرتا ہے پس درحقیقت تزکیہ اور فنا فی اللہ کا کمال یہی ہے کہ ظلمات جسمانیہ سے اس قدر تجرد حاصل کرے کہ فقط رُوح باقی رہ جائے یہی مرتبہ عیسویت ہے جسکو خدا تعالےٰ چاہتا ہے کامل طور پر عطا کرتا ہے۔ اور مرتبہ کاملہ دجالیت یہ ہے کہ حسب مضمون اخلد الی الارض نفسانی نشیبوں کی طرف زیادہ سے زیادہ جھکتا جائے یہاں تک کہ گہری تاریکیوں کے غاروں میں پڑکر تاریکی مجسم ہو جائے اور بالطبع ظلمت کا دوست اور روشنی کا دشمن ہو جائے عیسوی حقیقت کے مقابل پر دجالیت کی حقیقت کا ہونا ایک امر لازمی ہے کیونکہ ضد ضد سے شناخت کی جاتی ہے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے ہی یہ دونوں حقیقتیں شروع ہیں ابن صیاد کا آپ نے دجال نام رکھا اور حضرت علی کرم اللہ وجہ کو کہا کہ تجھ میں عیسےٰ کی مشابہت پائی جاتی ہے سو عیسیٰ اور دجال کا تخم اُسی وقت سے شروع ہوا اور مرور زمانہ کے ساتھ جیسی جیسی ظلمت فتنہ کی دجالیت کے رنگ میں کچھ زیادہ آتی گئی ویسی ویسی عیسویت کی حقیقت والے بھی اُسکے مقابل پر پیدا ہوتے گئے یہاں تک کہ آخری زمانہ میں بباعث پھیل جانے فسق اور فجور اور کفر اور ضلالت اور بوجہ پیدا ہو جانے اُن تمام بدیوں کے جو کبھی پہلے اس زور اور کثرت سے پیدا نہیں ہوئی تھیں بلکہ نبی کریم نے آخری زمانہ میں ہی اُن کا پھیلنا بطور پیشگوئی بیان فرمایا تھا دجالیت کاملہ ظاہر ہو گئی پس اسکے

مقابل پر ضرور تھا کہ عیسویت کاملہ بھی ظاہر ہوتی۔ یاد رہے کہ نبی کریم نے جن بد باتوں کے پھیلنے کی آخری زمانہ میں خبر دی ہے اسی مجموعہ کا نام دجالیت ہے جسکی تاریں یا یُوں کہو کہ جسکی شاخیں صدہا قسم کی آنحضرت نے بیان فرمائی ہیں چنانچہ ان میں سے وہ مولوی بھی دجالیت کے درخت کی شاخیں ہیں جنھوں نے لکیر کو اختیار کیا اور قرآن کو چھوڑ دیا۔ قرآن کریم کو پڑھتے تو ہیں مگر انکے حلقوں کے نیچے نہیں اُترتا۔ غرض دجالیت اس زمانہ میں عنکبوت کی طرح بہت سی تاریں پھیلا رہی ہے کافر اپنے کفر سے اور منافق اپنے نفاق سے اور میخوار میخواری سے اور مولوی اپنے شیوہٗ گفتن و نہ کردن اور سیاہ دلی سے دجالیت کی تاریں بُن رہے ہیں اِن تاروں کو اب کوئی کاٹ نہیں سکتا بجز اس حربہ کے جو آسمان سے نازل ہو سو عیسٰی نازل ہو گیا۔ وکان وعد اللہ مفعولاً +

اب ہم ذیل میں اُن پیشگوئیوں کو لکھتے ہیں جنکے لکھنے کا وعدہ تھا لیکن ہم بوجہ تقدم زمان مناسب سمجھتے ہیں کہ پہلے نعمت اللہ ولی کی پیشگوئی معہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے لکھی جائے پھر بعد اسکے میاں گلاب شاہ کی پیشگوئی جیسا کہ میاں کریم بخش نے لکھائی ہے درج کی جائے وباللہ التوفیق۔ واضح ہو کہ نعمت اللہ ولی رہنے والے دہلی کے نواح کے اور ہندوستان کے اولیائے کاملین میں سے مشہور ہیں۔ اُن کا زمانہ پانسو ساٹھ ۵۶۰ ہجری ان کے دیوان کے حوالہ سے بتلایا گیا ہے اور جس کتاب میں اُنکی یہ پیشگوئی لکھی ہے اسکے طبع کا سن بھی ۲۵ محرم الحرام ۱۲۶۸ھ ہے اس حساب سے اکتالیس برس ان ابیات کے چھپنے پر بھی گذر گئے اور یہ ابیات رسالہ اربعین فی احوال مہدیین کے ساتھ شامل ہیں جو مطبوعہ تاریخ مذکورہ بالا ہے اور جیسا کہ ہم پہلے بھی لکھ آئے ہیں اِن بیتوں کو رسالہ اربعین میں شامل کرنا

اسی غرض سے ہے کہ تا کسی طرح سید احمد صاحب کا منجملہ مہدیوں کے ایک مہدی ہونا ثابت کیا جائے اگرچہ اس میں کچھ شک نہیں کہ احادیث میں جہاں جہاں مہدی کے نام سے کسی آنے والے کی نسبت پیشگوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی درج ہے اُسکے سمجھنے میں لوگوں نے بڑے بڑے دھوکے کھائے ہیں اور غلط فہمی کی وجہ سے عام طور پر یہی سمجھا گیا ہے کہ ہر ایک مہدی کے لفظ سے مراد **محمد بن عبد اللہ** ہے جسکی نسبت بعض احادیث پائی جاتی ہیں لیکن نظر غور سے معلوم ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کئی مہدیوں کی خبر دیتے ہیں منجملہ انکے وہ مہدی بھی ہے جس کا نام حدیث میں **سلطان مشرق** رکھا گیا ہے جس کا ظہور ممالک مشرقیہ ہندوستان وغیرہ سے اور اصل وطن فارس سے ہونا ضرور ہے درحقیقت اسی کی تعریف میں یہ حدیث ہے کہ اگر ایمان ثریا سے معلق یا ثریا پر ہوتا تب بھی وہ مرد وہیں سے اُسکو لے لیتا اور اُسی کی یہ نشانی بھی لکھی ہے کہ وہ کھیتی کرنے والا ہوگا۔ غرض یہ بات بالکل ثابت شدہ اور یقینی ہے کہ صحاح ستہ میں کئی مہدیوں کا ذکر ہے اور اُن میں سے ایک وہ بھی ہے جس کا ممالک مشرقیہ سے ظہور لکھا ہے مگر بعض لوگوں نے روایات کے اختلاط کی وجہ سے دھوکا کھایا ہے لیکن بڑی توجہ دلانے والی یہ بات ہے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہدی کے ظہور کا زمانہ وہی زمانہ قرار دیا ہے جس میں ہم ہیں اور چودھویں صدی کا اُسکو مجدد قرار دیا ہے جیسا کہ ہم آئندہ انشاء اللہ بیان کرینگے۔ بہرحال اگرچہ یہ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ چودھویں صدی کے سر پر ملک ہند میں ایک **عظیم الشان مجدد** پیدا ہونے والا ہے لیکن یہ سراسر تحکم ہے کہ سید احمد صاحب کو اس کا مصداق ٹھہرایا جائے کیونکہ جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں سید صاحب

نے چودھویں صدی کا زمانہ نہیں پایا۔ اب چند اشعار نعمت اللہ ولی کے جو مہدی ہند کے متعلق ہیں معہ شرح ذیل میں لکھے جاتے ہیں :-

ابیات

قدرتِ کردگار مے بینم ۔۔۔ حالتِ روزگار مے بینم
از نجوم ایں سخن نمے گویم ۔۔۔ بلکہ از کردگار مے بینم

یعنی جو کچھ میں ان ابیات میں لکھوں گا وہ منجمانہ خبر نہیں بلکہ الہامی طور پر مجھ کو خدا تعالےٰ کی طرف سے معلوم ہوا ہے ٭

غین و رے سال چوں گذشت از سال ۔۔۔ بوالعجب کاروبار مے بینم

یعنی بارہ سو سال کے گذرتے ہی عجیب عجیب کام مجھ کو نظر آتے ہیں مطلب یہ کہ تیرھویں صدی کے شروع ہوتے ہی ایک انقلاب دُنیا میں آئیگا اور تعجب انگیز باتیں ظہور میں آئینگی اور ہجرت کے بارہ سو سال گذرنے کے ساتھ ہی میں دیکھتا ہوں کہ بوالعجب کام ظاہر ہونے شروع ہو جائینگے

گرد آئینۂ ضمیرِ جہاں ۔۔۔ گرد و زنگ و غبار مے بینم

یعنی تیرھویں صدی میں دُنیا سے صلاح و تقویٰ اُٹھ جائینگی فتنوں کی گرد اُٹھے گی۔ گناہوں کا زنگ ترقی کرے گا اور کینوں کے غبار ہر طرف پھیلینگے یعنی عام عداوتیں پھیل جائینگی تفرقہ اور عناد بڑھ جائے گا اور محبت اور ہمدردی اُٹھ جائے گی مگر ان باتوں کو دیکھ کر غم نہیں کرنا چاہیئے ٭

ظلمتِ ظلمِ ظالمانِ دیار	بیحد و بے شمار مے بینم

یعنی ملکوں میں ظلم کا اندھیرا انتہا کو پہنچ جائے گا۔ حاکم رعیت پر اور ایک بادشاہ دوسرے بادشاہ پر اور شریک شریک پر ظلم کرے گا اور ایسے لوگ کم ہونگے جو عدل پر قائم رہیں ٭

جنگ و آشوب و فتنہ و بیداد	درمیان و کنار مے بینم

یعنی ہندوستان کے درمیان میں اور اس کے کناروں میں بڑے بڑے فتنے اُٹھیں گے اور جنگ ہوگا اور ظلم ہوگا ٭

بندہ را خواجہ وش ہمے یابم	خواجہ را بندہ وار مے بینم

یعنی ایسے انقلاب ظہور میں آئیں گے کہ خواجہ بندہ اور بندہ خواجہ ہو جائے گا۔ یعنی امیر سے فقیر اور فقیر سے امیر بن جائے گا ٭

سکۂ نو زنند بر رُخِ زر	درہمش کم عیار مے بینم

یعنی ہندوستان کی پہلی بادشاہی جاتی رہے گی اور نیا سکہ چلے گا جو کم عیار ہوگا اور یہ سب کچھ تیرھویں صدی میں سلسلہ وار ظہور میں آجائے گا۔

بعض اشجار بوستانِ جہاں	بے بہار و ثمار مے بینم

یعنی قحط پڑیں گے اور باغات کو پھل نہیں لگیں گے

غم مخور زانکہ من دریں تشویش	خرمیِ وصلِ یار مے بینم

یعنی اس تشویش اور فتنہ کے زمانہ میں جو تیرھویں صدی کا زمانہ ہے غم نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ وصلِ یار کی خوشی بھی ان فتنوں کے ساتھ اور انکے درمیان ہے مطلب یہ کہ جب تیرھویں صدی کے یہ تمام فتنے کمال کو پہنچ جائیں گے تو وصل یار کی خوشی اخیر صدی میں ظاہر ہوگی یعنے خدا تعالےٰ رحمت کے ساتھ توجہ کرے گا +

چون زمستان بے چمن بگذشت	شمسِ خوش بہار مے بینم

یعنی جبکہ زمستان بے چمن مراد یہ ہے کہ جب تیرھویں صدی کا موسم خزاں گذر جائے گا تو چودھویں صدی کے سر پر آفتاب بہار نکلے گا یعنی مجدد وقت ظہور کرے گا +

دورِ او چوں شود تمام بکام	پسرش یادگار مے بینم

یعنی جب اس کا زمانہ کامیابی کے ساتھ گذر جائے گا تو اس کے نمونہ پر اس کا لڑکا یادگار رہ جائے گا یعنی مقدر یوں ہے کہ خدا تعالیٰ اسکو ایک لڑکا پارسا دے گا جو اس کے نمونہ پر ہوگا اور اسی کے رنگ سے رنگین ہو جائے گا اور وہ اسکے بعد اس کا یادگار ہوگا۔ یہ درحقیقت اس عاجز کی اس پیشگوئی کے مطابق ہے جو ایک لڑکے کے بارے میں کی گئی ہے +

بندگانِ جنابِ حضرتِ او	سربسر تاجدار مے بینم

یعنی یہ بھی مقدر ہے کہ بالآخر امرا اور ملوک اسکے معتقد خاص ہو جائینگے اور اسکی نسبت ارادت پیدا کرنا بعضوں کے لئے دنیوی اقبال اور تاجداری

کا موجب ہوگا۔ یہ اس پیشگوئی کے مطابق ہے جو اس عاجز کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملی۔ کیونکہ خدا تعالےٰ نے اس عاجز کو مخاطب کرکے کہا کہ میں تجھ پر اس قدر فضل کروں گا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ اور ایک جگہ فرمایا کہ تیرے دوستوں اور محبّوں پر بھی احسان کیا جائے گا ٭

گلشنِ شرع را ہمے بویم — گُل دیں را بہار مے بینم

یعنی اُس سے شریعت تازہ ہو جائے گی اور دین کے شگوفوں کو پھل لگیں گے یہ اُس الہام کے مطابق ہے جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۸ میں درج ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہر یک دین پر بذریعہ اس عاجز کے دینِ اسلام کو غالب کیا جائیگا۔ اور پھر صفحہ ۴۹۱ براہین یہ الہام ہے کہ خدا تجھ کو ترک نہیں کریگا جب تک کہ خبیث اور پاک میں فرق کرکے دکھلاوے ٭

تا چہل سال اے برادرِ من — دَورِ آں شہسوار مے بینم

یعنی اس روز سے جو وہ امام مُلہم ہو کر اپنے تئیں ظاہر کرے گا چالیس برس تک زندگی کرے گا۔ اب واضح رہے کہ یہ عاجز اپنی عمر کے چالیسویں برس میں دعوتِ حق کے لئے بالہام خاص مامور کیا گیا اور بشارت دی گئی کہ اسّی برس تک یا اس کے قریب تیری عمر ہے سو اس الہام سے چالیس برس تک دعوت ثابت ہوتی ہے جن میں سے دس برس کامل گذر بھی گئے دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۲۳۸ واللہ علیٰ کُلِّ شیءٍ قدیر اگرچہ اب تک حضرت نوح کی طرح دعوتِ حق کے آثار نمایاں نہیں لیکن اپنے وقت پر تمام باتیں پوری ہونگی۔

عاصیاں از امام معصومم — خجل و شرمسار مے بینم

اس بیت میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس امام کے جو چودھویں صدی کے سر پر آئے گا مخالف اور نافرمان بھی ہونگے جن کے لئے آخر خجالت اور شرمساری مقدّر ہے اسی کی طرف اس الہام میں اشارہ ہے جو فیصلہ آسمانی میں چھپ چکا ہے اور وہ یہ ہے کہ میں فتاح ہوں تجھ کو فتح دُونگا۔ ایک عجیب مدد تو دیکھے گا اور سجدہ گاہوں میں گرینگے یعنی مخالف لوگ یہ کہتے ہوئے کہ خدایا ہمیں بخش کہ ہم خطاوار تھے +

یدِ بیضا کہ با او تابندہ	باز با ذوالفقارے بینم

یعنی اُس کا روشن ہاتھ جو اتمام حجّت کی رو سے تلوار کی طرح چمکتا ہے پھر میں اس کو ذوالفقار کے ساتھ دیکھتا ہوں یعنے ایک زمانہ ذوالفقار کا تو وہ گذر گیا کہ جب ذوالفقار علی کرم اللہ وجہ کے ہاتھ میں تھی مگر خدا تعالیٰ پھر ذوالفقار اس امام کو دے دیگا۔ اس طرح پر کہ اُس کا چمکنے والا ہاتھ وہ کام کرے گا جو پہلے زمانہ میں ذوالفقار کرتی تھی سو وہ ہاتھ ایسا ہوگا کہ گویا وہ ذوالفقار علی کرم اللہ وجہٗ ہے جو پھر ظاہر ہوگئی ہے یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ امام سلطان القلم ہوگا اور اس کی قلم ذوالفقار کا کام دیگی یہ پیشگوئی بعینہٖ اس عاجز کے اس الہام کا ترجمہ ہے جو اس وقت سے دس برس پہلے براہین احمدیہ میں چھپ چکا ہے اور وہ یہ ہے **کتاب الولی ذوالفقار علی** یعنی کتاب اس ولی کی ذوالفقار علی کی ہے یہ اس عاجز کی طرف اشارہ ہے اسی بناء پر بارہا اس عاجز کا نام مکاشفات میں **غازی** رکھا گیا ہے چنانچہ براہین احمدیہ کے بعض دیگر مقامات میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔

غازیٔ دوست دار دشمن کش	ہمدم و یار وغارے بینم

وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک غازی ہے دوستوں کو بچانے والا اور دشمنوں کو مارنے والا ◆

صورت و سیرتش چو پیغمبر علم و حلمش شعار مے بینم

یعنی ظاہر و باطن اپنا نبی کی مانند رکھتا ہے اور شانِ نبوت اُس میں نمایاں ہے اور علم اور حلم اُس کا شعار ہے مراد یہ کہ بباعث اپنی اتباع کے گویا وہی صورت اور وہی سیرت اُس کو حاصل ہو گئی ہے یہ اس الہام کے مطابق ہے جو اس عاجز کے بارے میں براہین میں چھپ چکا ہے اور وہ یہ ہے جری اللہ فی حلل الانبیاء یعنے فرستادہ خدا در حلہ ہائے انبیاء ◆

زینت شرع و رونقِ اسلام محکم و استوار مے بینم

یعنی اسکے آنے سے شرع آرائش پکڑ جائے گی اور اسلام رونق پر آجائے گا اور دین متین محمدی محکم اور استوار ہو جائے گا۔ یہ اُس الہام کے مطابق ہے جو اس عاجز کی نسبت اِس وقت سے دس برس پہلے براہین میں چھپ چکا ہے اور وہ یہ ہے۔ بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد اور نیز یہ الہام ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔ دیکھو صفحہ ۲۳۹ براہین حاشیہ ◆

ا ح م و دال مے خوانم نام آں نامدار مے بینم

یعنی کشفی طور پر مجھے معلوم ہوا ہے کہ نام اُس امام کا احمد ہوگا۔

دین و دُنیا ازو شود معمور خلق زو بختیار مے بینم

یعنی اسکے آنے سے اسلام کے دن پھرینگے اور دین کو ترقی ہوگی اور دُنیا کو بھی۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جو لوگ اسکے ساتھ بدل و جان ہو جائینگے خدا تعالےٰ انکے گناہ بخش دیگا اور دین میں استقامت عطا کرےگا اور وہی اسلام کی دنیوی ترقی کا بھی پودہ ٹھہرینگے کہ خدا انکو نشو و نما دیگا اور اُن میں اور اُنکی ذریت میں برکت رکھے گا یہاں تک کہ دُنیا میں بھی وہ ایک با اقبال قوم ہو جائیگی اسی کے مطابق براہین احمدیہ میں یہ الہام درج ہے وجاعل الذین اتبعوك فوق الذین کفروا الی یوم القیٰمة اور یہ جو اشارہ کیا کہ اُسکے آنے سے اسلام کی دینی و دنیوی حالت صلاحیت پر آجائیگی اسکی اصل حقیقت یہ ہے کہ جو خدا تعالےٰ کی طرف سے آتا ہے وہ اسلام کے لئے رحمت ہو کر آتا ہے اور اسی کے ساتھ جلد یا بدیر رحمت الٰہی نازل ہوتی ہے مگر اوایل میں قحط اور وبا وغیرہ کی تنبیہیں بھی اُترا کرتی ہیں اور اہل کشف انجام کا حال بیان کرتے ہیں نہ ابتدائی واقعات کا ✣

بادشاہِ تمام ہفت اقلیم	شاہِ عالی تبار مے بینم

یعنی مجھ کو کشفی نظر میں وہ ایک شاہِ عالی خاندان ہفت اقلیم کا بادشاہ نظر آتا ہے۔ یہ مطابق اس پیشگوئی کے ہے جو ازالہ اوہام میں درج ہو چکی ہے اور وہ یہ ہے یحکم اللّٰہ الرحمٰن لخلیفة اللّٰہ السّلطان سیوتی له الملك العظیم الخ یہ اس عاجز کی نسبت الہام ہے جسکے یہ معنی ہیں کہ خلیفة اللّٰہ بادشاہ جسکو ایک مُلک عظیم دیا جائیگا اور جسپر زمین کے خزانے کھولے جائینگے۔ اس بادشاہی سے مُراد اس دُنیا کی ظاہری بادشاہی نہیں بلکہ رُوحانی بادشاہی ہے[له] ✣

له حضرت عیسیٰ کی نسبت بھی پہلی کتابوں میں یہ پیشگوئی تھی کہ وہ بادشاہ ہوگا اور اسکے ساتھ لشکر ہوگا۔ مگر آخر مسیح غریبوں اور مسکینوں کے لباس میں ظاہر ہوا اور یہودی بوجہ نہ پانے علامات ظاہری نشانوں کے منکر ہو گئے ۱۲

مہدیٔ وقت و عیسیٰ دوراں	ہر دو را شہسوار مے بینم

یعنی وہ مہدی بھی ہوگا اور عیسیٰ بھی دونوں صفات کا حامل ہوگا اور دونو صفات سے اپنے تئیں ظاہر کریگا یہ آخری بیت عجیب تصریح پر مشتمل ہے جس سے صاف طور پر سمجھا جاتا ہے کہ وہ خدا تعالےٰ کی طرف سے حکم پاکر عیسےٰ ہونے کا بھی دعویٰ کرے گا اور ظاہر ہے کہ یہ دعویٰ تیرہ سو برس سے آج تک کسی نے بجز اس عاجز کے نہیں کیا کہ عیسیٰ موعود میں ہوں ❊

یہ چند اشعار ہیں جو ہم نے نعمت اللہ ولی کے قصیدہ سے جو طول طویل ہے برعایت اختصار لکھے ہیں ہر ایک کو چاہیئے جو اپنی تسلی کے لئے اصل ابیات کو دیکھ لے ❊

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

ہمارے سید و مقتدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی

جاننا چاہیئے کہ اگرچہ عام طور پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ حدیث صحیح ثابت ہو چکی ہے کہ خدا تعالےٰ اس امت کی اصلاح کے لئے ہر ایک صدی پر ایسا مجدد مبعوث کرتا رہے گا جو اسکے دین کو نیا کرے گا لیکن چودھویں کے لئے یعنی اس بشارت کے بارہ میں جو ایک عظیم الشان مہدی چودھویں صدی کے سر پر ظاہر ہوگا اس قدر بشارات نبویہ پائے جاتے ہیں

جو ان سے کوئی طالب منکر نہیں ہوسکتا۔ ہاں اسکے ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ جب وہ ظہور کریگا تو علماء اسکے کفر کا فتوے دینگے اور نزدیک ہے کہ اسکو قتل کردیں چنانچہ مولوی صدیق حسن صاحب بھی حجج الکرامہ کے صفحہ ۳۶۳ اور صفحہ ۳۸۲ میں اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ علمائے وقت کہ جو خوگر تقلید فقہاء و مشائخ ہیں اس مہدی کی تعلیم کو سُنکر یوں کہینگے کہ یہ تو دین اسلام کی بیخکنی کر رہا ہے اور اسکی مخالفت کے لئے اُٹھیں گے اور اپنی قدیمی عادت کے موافق اُسکی تکفیر اور تضلیل کرینگے یعنی کافر اور ضال اور دجال اور گمراہ اُس کا نام رکھیں گے مگر تلوار کی ہیبت سے ڈرینگے اور مولویوں سے زیادہ تر دشمن اُس کا کوئی نہیں ہوگا کیونکہ اُسکے ظہور سے اُنکی وجاہتوں اور ریاستوں میں فرق آجائے گا اور اگر تلوار نہ ہوتی تو اُسکے حق میں قتل کا فتوے دیتے اور اگر اُس کو قبول بھی کرینگے تو دل میں اُس کا کینہ رکھیں گے اس کی پیروی جس قدر عام لوگ کرینگے خاص نہیں کرینگے۔ عارف لوگ جو اہل شہود و کشف ہیں اس کے سلسلۂ بیعت میں داخل ہوجائیں گے +

اس بیان میں صدیق حسن صاحب نے تلوار کے معنے اُلٹے سمجھے ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ اگر گورنمنٹ کی تلوار سے خوف نہ ہوتا تو اس کو قتل کر ڈالتے تلوار کو مہدی کی طرف منسوب کرنا حدیث کے اصل منشاء میں تحریف ہے اگر اس مہدی کے ہاتھ میں تلوار ہوتی تو پھر کیونکر یہ بزدل علماء جیفہ خوار دُنیا کے اُس کو ملعون اور کافر اور دجال کہہ سکتے۔ کافروں کی تو سَو سَو خوشامد کرکے اپنا دین برباد کریں تو پھر یہ نامرد گروہ تلوار کی چمک دیکھ کر ایک مومن کو کیونکر کافر اور دجال کہہ سکیں اور نیز اس جگہ صدیق حسن صاحب اپنی طرف سے یہ زیادت لگا گئے ہیں کہ اس امام موعود کے منکر اور مکفر حنفی وغیرہ مقلدین

ہونگے ہم لوگ نہیں ہونگے حالانکہ یہی موحدین اول المکفرین ہیں اور مقلدین
اُنکی اتباع سے ہیں اور صدیق حسن صاحب کی یہ بڑی غلط فہمی ہے کہ اُس
امام موعود سے محمد بن عبداللہ مہدی مُراد ہیں کیونکہ وہ تو بقول اُنکے خونی مہدی
صاحب سیف وسنان ہیں اور ماسوا اسکے اُنکے لئے بقول ان علماء کے آسمان
سے آواز آئے گی اور بڑے بڑے خوارق اس سے ظہور میں آئینگے اور حضرت
مسیح آسمان سے اُتر کر اُسکے پیرؤوں اور متابعین میں داخل ہونگے اور
مکفرین کی سزا کے لئے اُنکے پاس تلوار ہو گی۔ پھر مولویوں کی خواہ وہ موحد
ہوں یا مقلد کیا مجال ہے کہ اُن کو ضال اور بے ایمان اور کافر اور دجال
کہہ سکیں۔ یہ پیشگوئی تو اس غریب مہدی کے لئے ہے جسکی بادشاہی
اس دُنیا کی بادشاہی نہیں اور جسکو تلواروں سے کچھ غرض نہیں۔ خونی
مہدی جبکہ ادنیٰ ادنیٰ بدعتوں پر بقول صدیق حسن خاں صاحب کے لوگونکو
قتل کردے گا تو پھر مولوی اُس کو کافر اور دجال اور بے ایمان کہہ کر اُس کے
کُفر کی نسبت فتوے لکھ کر کیونکر اُسکے ہاتھ سے بچیں گے اور کیا ان مولویوں
کا حوصلہ ہے کہ ایک زبردست بادشاہ کو جسکی تلوار سے خون ٹپکے کافر اور
دجال کہہ سکیں اور اُسکی نسبت فتویٰ لکھ سکیں۔ دراصل بات یہ ہے کہ
احادیث میں کئی قسم کے مہدیوں کی طرف اشارہ ہے اور مولویوں نے
تمام احادیث کو ایک ہی جگہ خلط ملط کر کے گڑبڑ ڈالدیا ہے اور اختلاط
روایات کی وجہ سے اور نیز قلت تدبر کے باعث سے ان پر امر مشتبہ
ہو گیا ہے ورنہ چودھویں صدی کا مہدی جس کا نام سلطان المشرق
بھی ہے خصوصیت کے ساتھ احادیث میں بیان کیا گیا ہے جس کے جہاد
رُوحانی جہاد ہیں اور جو دجالیت تامہ کے پھیلنے کی وجہ سے جینے کی صفت پر

نازل ہؤا ہے حجج الکرامہ کے صفحہ ۳۴۸ میں لکھا گیا ہے کہ حافظ ابن القیم منار میں فرماتے ہیں کہ مہدی کے بارے میں چار قول ہیں اُن میں سے ایک قول یہ ہے کہ مہدی مسیح ابن مریم ہے۔ میں کہتا ہوں کہ جبکہ دلائل کاملہ سے ثابت ہوگیا کہ اصل مسیح عیسےٰ بن مریم فوت ہوگیا ہے اور مسیح موعود اس کا ظل ہے اور اس کا نمونہ ہے جو بوجہ پھیلنے دجالیت کے اس نام پر مبعوث ہؤا تو پھر ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ وہ اپنے وقت کا مہدی بھی ہے اور عیسےٰ بھی۔ کیونکہ جبکہ ہر ایک صالح ہدایت یافتہ کو مہدی کہہ سکتے ہیں تو کیا وہ شخص جسنے تزکیہ کاملہ کی برکت سے رُوح فقط کا مرتبہ پاکر عیسےٰ اور رُوح اللہ کا نام حاصل کیا ہے وہ مہدی کے نام سے موسوم نہیں ہوسکتا اور مجھے سخت تعجب ہے کہ ہمارے علماء عیسیٰ کے لفظ سے کیوں چڑتے ہیں۔ اسلام کی کتابوں میں تو ایسی چیزوں کا نام بھی عیسیٰ رکھا گیا ہے جو سخت مکروہ ہیں۔ چنانچہ برہان قاطع میں حرف عین میں لکھا ہے کہ عیسیٰ دہقان کنایۂ شراب انگوری سے ہے اور عیسیٰ نو ماہہ اس خوشۂ انگور کا نام ہے جس سے شراب بنایا جائے اور شراب انگوری کو بھی عیسیٰ نو ماہہ کہتے ہیں +

اب غضب کی بات ہے کہ مولوی لوگ شراب کا نام تو عیسےٰ رکھیں اور تالیفات میں بے محابا اُس کا ذکر کریں اور ایک پلید چیز کی ایک پاک کے ساتھ اسمی مشارکت جائز قرار دیں اور جس شخص کو اللہ جلشانہ اپنی قدرت اور فضل خاص سے دجالیت موجودہ کے مقابل عیسیٰ کے نام سے موسوم کرے وہ اُنکی نظر میں کافر ہو +

میاں گلاب شاہ مجذوب کی پیشگوئی جیساکہ میاں کریم بخش نے قسم کھا کر بیان کی ہے یہاں لکھی جاتی ہے

کریم بخش جمال پوری کی طرف سے للہی ہمدردی کی غرض سے مسلمانوں کی آگاہی کے لئے ایک سچی گواہی کا

اظہار

تمام مسلمان بھائیوں پر واضح ہو کہ اس وقت میں محض اپنے بھائیوں کی خیر خواہی اور ہمدردی کے لئے اُس اپنی سچی شہادت کو جس کا ذکر مینے ازالۂ اوہام کے صفحہ ۷۰۰ میں پہلے اُس سے لکھایا تھا بہ تفصیل نام میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی نسبت ظاہر کرنا چاہتا ہوں۔ تا لوگوں کو میری طرف سے خاص طور پر اطلاع ہو جائے اور تا ادائے شہادت کے غرض سے سبکدوشی حاصل ہو اور قبل اسکے کہ مَیں اس شہادت کو بیان کروں اللہ جلشانہٗ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ میری شہادت بالکل صحیح اور ہر یک شک اور شبہ سے بالکل منزہ ہے اگر اس شہادت کے بیان کرنے میں جو ذیل میں بیان کرونگا کچھ میری طرف سے افترا ہے یا کچھ کم و بیش مینے اس میں کر دیا ہے تو خدا تعالیٰ اسی جہان میں میرے پر عذاب نازل کرے مَیں خوب سمجھتا ہوں کہ اگر میں خلاف واقعہ بیان کروں گا اور خدا تعالیٰ پر افترا باندھوں گا تو جہنم کے سرگروہوں میں داخل کیا جاؤنگا اور خدا تعالیٰ کا غضب اور اسکی لعنت دُنیا اور آخرت میں میرے پر وارد ہوگی

مَیں نے اِس گواہی کو جو ابھی بیان کرونگا بہت ضبط سے یاد رکھا ہے اور نہ میں نے بلکہ خدا تعالےٰ نے یاد رکھنے میں مجھ کو مدد دی ہے تا ایک گواہی جو میرے پاس تھی اپنے وقت پر ادا ہو جائے ہر چند کہ میں ابتداء سے خوب جانتا ہوں کہ اس گواہی کے ادا کرنے سے میں اپنی عزیز قوم کو سخت ناراض کرونگا اور وہ کفر جو علماء کے دعوت خانہ سے تقسیم ہو رہا ہے اُس کا ایک وافر حصہ مجھ کو ملے گا اور اپنے بھائیوں کی میل ملاقات سے ترک کیا جاؤنگا اور سب و شتم اور لعن طعن کا نشانہ بنوں گا لیکن ساتھ اسکے مجھے اس بات پر بھی یقین کلی ہے کہ اگر اس دینی گواہی کو اِس پُر فتنہ کے وقت میں پوشیدہ رکھونگا تو اپنے رب کریم کو ناراض کرونگا اور کبیرہ گناہ کا مرتکب ہو جاؤنگا اور اُس جلتی ہوئی آگ میں ڈالا جاؤنگا جس کا کچھ انتہا نہیں۔ سو میں نے دونوں طور کے نقصانوں کو جانچا آخر یہ نقصان مجھ کو خفیف اور ہیچ معلوم ہوا کہ میری سچی گواہی کی وجہ سے میری برادری کے معزز لوگ مجھ کو چھوڑ دینگے یا میں مولویوں کے فتووں میں کافر کر کے لکھا جاؤں گا اب مَیں بڈھا ہوں اور قریب موت۔ کمال بد نصیبی ہوگی کہ اس عمر تک پہنچ کر پھر میں غیر اللہ سے ڈروں۔ مجھ کو اس کفر اور معصیت سے خوف آتا ہے جو خدا تعالےٰ کے نزدیک ہے اور مَیں جہنم کی آگ کی کسی طرح برداشت نہیں کر سکتا۔ پھر میں کیوں چار دن کی زندگی کے لئے مولویوں یا برادری کی خاطر روز حشر میں اپنا مُنہ سیاہ کروں خدا تعالےٰ مجھے ایمان پر موت دے میں کبھی جھوٹ نہیں بولوں گا اگر وہ راضی ہو تو پھر دُنیا کی ہر ایک رسوائی در حقیقت ایک عزت ہے اور ہر ایک درد ایک لذت بھائیوں کی جدائی سے بھی اپنے اللہ کی راہ میں مجھے اندیشہ نہیں میری اب آخری

عمر ہے۔ بہت سے عزیزوں کو موت نے مجھ سے جدا کر دیا اور میں بھی جلد اس مسافر خانہ سے سفر کر کے باقیماندہ عزیزوں سے جدا ہونے والا ہوں پھر اگر خدا تعالےٰ کے لئے اور اسکی راہ میں اور اُسکے راضی کرنیکے لئے جدائی ہونی ہے قسمت کہ ایسا ثواب مجھ کو حاصل ہو۔ بھائیو! یقیناً سمجھو کہ اگر یہ گواہی میرے پاس نہ ہوتی اور اس وقت سے تیس یا اکتیس برس پہلے اگر ایک ربانی مجذوب میرے پر یہ راز نہ کھولتا کہ آنیوالا عیسیٰ موعود کون ہے تو آج میں بھی اپنے بھائیوں کی طرح میرزا غلام احمد قادیانی کا ایک اشد مخالف ہوتا۔ اگرچہ میں قتل بھی کیا جاتا تاہم بالکل غیر ممکن اور محال تھا کہ میں میرزا صاحب کو مسیح موعود قبول کر کے اپنے اُس محکم عقیدہ کو چھوڑ دیتا جسکو میں اپنے خیال میں اہلسنت والجماعت کا مذہب اور سلف صالح کا اعتقاد اور اپنے علماء کا عقیدہ مسلمہ سمجھتا تھا۔ لیکن یہ خدا تعالیٰ کی میرے حق میں ایک رحمت تھی جو اُس نے اِس واقعہ سے تیس برس پہلے ایک باخدا مرد اور بیابان کے پھرنے والے ایک مجذوب کی زبان سے وہ باتیں میرے کانوں تک پہنچادیں جو اب میرے لئے ایک عظیم الشان نشان ہو گئیں اور اُن پیشگوئیوں نے میرے دل کو مرزا صاحب کی سچائی پر ایسا قائم کر دیا کہ اگر اب کوئی ٹکڑہ ٹکڑہ بھی کرے تو مجھے اس راہ میں اپنی جان کی بھی کچھ پرواہ نہیں جیسے روز روشن جب نکلتا ہے تو کسی کو اُس میں کچھ شک نہیں رہتا ایسا ہی مجھ پر ثابت ہو گیا ہے کہ میرزا غلام احمد قادیانی وہی مسیح موعود ہیں جن کے آنے کا وعدہ تھا جن کا کتابوں میں عیسیٰ نام رکھا گیا ہے اور میرا دل اِس یقین سے بھرا ہوا ہے کہ عیسیٰ نبی علیہ السلام مر گیا اور پھر نہیں آئے گا جسکے آنیکی

رسول کریمؐ نے بشارت دی تھی وہ یہی امام ہے جو اسی امت سے
پیدا ہوا۔ سو میں نے چاہا کہ اس سچائی کو اوروں پر بھی ظاہر کروں اور
ناواقف لوگوں کو حق پر قائم کرنے کے لئے مدد دوں اور خدا میرے
دل کو دیکھ رہا ہے کہ میں سچا ہوں اور اگر میں سچا نہیں تو خدا میرے پر
تباہی ڈالے۔ پس اے بھائیو ڈرو اور ناحق کی بدظنی سے اپنے بھائی
کی گواہی ردّ مت کرو کہ وہ دن ہم سب کے لئے قریب ہے جس سے
ہم کسی طرف بھاگ نہیں سکتے۔ وہ گواہی جو میرے پاس ہے یہ ہے کہ
میرے گاؤں جمال پور میں جو ضلع لودیانہ میں واقع ہے ایک مجذوب باخدا
آدمی تھے جن کا نام گلاب شاہ تھا میں اُنکی صحبت میں اکثر رہتا اور
اُن سے فیض حاصل کرتا تھا اور اگرچہ میں مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوا
تھا اور مسلمان کہلاتا تھا لیکن میں اس امر کے اظہار سے رہ نہیں سکتا کہ
درحقیقت انھوں نے ہی مجھے طریق اسلام سکھلایا اور توحید کی صاف
اور پاک راہ پر میرا قدم جمایا۔ اس بزرگ درویش نے ایک دفعہ میرے
پاس بیان کیا کہ عیسےٰ جوان ہو گیا ہے اور لدھیانہ میں آوے گا اور قرآن کی غلطیاں
نکالے گا۔ اور فیصلہ قرآن کے ساتھ کرے گا اور پھر فرمایا کہ فیصلہ قرآن پر
کریگا اور مولوی انکار کرینگے اور پھر فرمایا کہ مولوی لوگ سخت انکار کرینگے
میں نے ان سے پوچھا کہ قرآن خدا تعالیٰ کا کلام ہے کیا اس میں بھی غلطیاں ہیں
انھوں نے جواب دیا کہ تفسیروں پر تفسیریں بن گئیں اور شاعری زبان
پھیل گئی اس لئے غلطیاں پڑ گئیں (یعنے مبالغہ پر مبالغہ کر کے حقیقتوں
کو چھپایا گیا جیسے شاعر چھپاتے ہیں)، عیسیٰ جب آئیگا تو ان سب غلطیوں
کو نکالے گا اور فیصلہ قرآن سے کرے گا پھر کہا کہ فیصلہ قرآن پر کرے گا

اسپر مینے کہا کہ مولوی تو قرآن کے وارث ہیں وہ کیوں انکار کرینگے تب انھوں نے جوابدیا
کہ مولوی سخت انکار کرینگے پھر مینے بات کو دوہرا کر کہا کہ مولوی کیوں انکار کرینگے وہ تو
وارث قرآن ہیں اسپر وہ بہت طیش میں آکر اور ناراض ہو کر بولے کہ تو دیکھے گا کہ اُسوقت
مولویوں کا کیا حال ہوگا وہ سخت انکار کرینگے پھر مینے اُن سے پوچھا کہ عیسیٰ جوان تو ہوگیا مگر
وہ کہاں ہے انھوں نے کہا کہ بیچ قادیان کے (یعنی قادیان میں) تب مینے کہا
کہ قادیان تو لدھیانہ سے تین کوس کے فاصلہ پر ہے اُس جگہ عیسےٰ کہاں
ہیں اُس وقت انھوں نے اُس کا جواب نہ دیا مگر دوسرے وقت میں انھون
نے اس بات کا جواب دے دیا جسکو باعث امتداد مدت کے میں پہلے لکھا نہ
سکا اب یاد آیا کہ آخر میں کئی دفعہ انھوں نے فرمایا کہ وہ قادیان بٹالہ کے پاس
ہے اُس جگہ عیسیٰ ہے اور جب اُنھوں نے یہ فرمایا تھا کہ عیسیٰ قادیان میں
ہے اور اب جوان ہوگیا تو مینے انکار کی راہ سے ان کو کہا کہ عیسےٰ مریم کا بیٹا
آسمان پر زندہ موجود ہے اور خانہ کعبہ پر اُترے گا یہ کون عیسےٰ ہے ۔ جو
قادیان میں ہے اور جوان ہوگیا اسکے جواب میں وہ بڑی نرمی اور
سلوک کے ساتھ بولے اور فرمایا کہ وہ عیسےٰ بیٹا مریم کا جو نبی تھا مر گیا
ہے وہ پھر نہیں آئے گا اور مینے اچھی طرح تحقیق کیا ہے کہ عیسےٰ بیٹا مریم کا
مر گیا ہے وہ پھر نہیں آئے گا۔ اللہ نے مجھے بادشاہ کہا ہے میں سچ کہتا
ہوں جھوٹ نہیں کہتا۔ پھر اُنھوں نے تین مرتبہ خودبخود کہا کہ وہ عیسےٰ ۔ جو
آنے والا ہے اس کا نام **غلام احمد** ہے اور مینے اگرچہ بہت سی
پیشگوئیاں گلاب شاہ کی پوری ہوتی دیکھیں تھیں لیکن اس پیشگوئی کے
باب میں کہ آنے والا عیسیٰ قادیان میں ہے اور اُس کا نام غلام احمد ہے
ہمیشہ میں گلاب شاہ کا مخالف ہی رہا جب تک کہ اُس کو پورے ہوتے نہ

دیکھ لیا اور اگرچہ میں اُنکو بزرگ اور باخدا جانتا تھا مگر میں اس پیشگوئی کو بوجہ اسکے کہ وہ جیسا کہ میں خیال کرتا تھا اہلسنت والجماعت کے عقیدہ کے مخالف تھی کسی طرح سے قبول نہیں کرسکتا تھا اس لئے پہلے دن جب مینے انکے منہ سے یہ بات سُنی تو بڑے جوش وخروش سے مینے اُن کا جواب دیا لیکن پھر مینے بلحاظ ادب ظاہر تکرار چھوڑ دیا اور دل میں مخالف رہا کیونکہ اور بھائیوں کی طرح بڑی مضبوطی سے میرا یہ عقیدہ تھا کہ عیسٰی آسمان سے اتریگا اور زندہ آسمان پر بیٹھا ہے مرا نہیں ہے اور انھوں نے مجھے یہ بھی کہا تھا کہ جب عیسٰی لدھیانہ میں آئے گا تو ایک سخت کال پڑے گا جیسا کہ مینے بچشم خود دیکھ لیا کہ جب اس دعوے کے بعد مرزا صاحب لدھیانہ میں آئے تو حقیقت میں سخت کال لدھیانہ میں پڑا۔ غرض اس بزرگ نے قریباً تیس یا اکتیس برس پہلے مجھ کو وہ خبریں دیں جو آج ظہور میں آئیں اور مینے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ وہ سب باتیں پوری ہوگئیں جو گلاب شاہ نے آج سے تیس یا اکتیس برس پہلے مجھ کو کہی تھیں +

میں اس بات کا لکھنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ مجھے بارہا اور بہ تکرار اس بات کا مشاہدہ ہوچکا ہے کہ یہ بزرگ صاحب خوارق وکرامات تھا مینے بچشم خود دیکھا کہ ایک دفعہ ایک جنگل میں موضع رامپور کے قریب انھوں نے نشان کیا کہ اس جگہ دریا چلے گا اور دریا چلنے کی کوئی جگہ نہ تھی اس لئے ہم نے انکار کیا۔ مگر ایک مدت کے بعد اُسی جگہ نہر چلی جہاں نشان لگایا گیا تھا۔ ایک جگہ معمار کنواں بنا رہے تھے اور طیار ہوچکا تھا کچھ تھوڑا باقی تھا۔ گلاب شاہ کی اسپر نظر پڑی۔ کہا ناحق اس کنوئیں کو بناتے ہو یہ تو تمام نہیں ہوگا اور بظاہر یہ اُنکی بات خلاف عقل تھی کیونکہ کنواں تو بن چکا تھا

کچھ تھوڑا سا باقی تھا مگر ان کا کہنا سچ ہو گیا اور اسی اثنا میں وہ کنواں نیچے بیٹھ گیا اور اس کا نشان نہ رہا۔

ایک دفعہ انھوں نے علی بخش نام ایک شخص کو بلایا کہ کوٹھے پر سے جہاں وہ بیٹھا تھا۔ دوسری طرف چلا آ۔ اور علی بخش اس کوٹھے پر سے الگ ہونیسے سستی کرتا تھا۔ آخر انھوں نے جھڑک کر اسکو کوٹھے پر سے اُٹھایا۔ پس اسی دم جو علی بخش کوٹھے پر سے الگ ہوا کوٹھہ بیک دفعہ گر پڑا۔ ایک دفعہ مجھے پوچھنے لگے کہ کیا تیرے باپ کا ایک دانت بھی ٹوٹا ہوا تھا میںنے کہا کہ ہاں۔ تب انھوں نے فرمایا کہ وہ بہشت میں داخل ہو گیا۔ میرا باپ مدت سے فوت ہو چکا تھا اور اُن کو اس کے دانت کی کچھ بھی خبر نہیں تھی کیونکہ وہ اس زمانہ کے بعد ہمارے گاؤں میں آئے تھے سو دانت ٹوٹنے کی خبر انھوں نے الہام کے رُو سے دی اور عالم کشف سے اُسکے بہشتی ہونے کی بشارت دی۔ یہ بھی بیان کے لائق ہے کہ گلاب شاہ ایک مرد باخدا پاک مذہب موحد تھا اور مجذوب ہونیکی حالت میں توحید کا چشمہ اُنکی زبان پر جاری تھا میںنے دین اسلام کی راہ اور توحید کا طریقہ انھیں سے سیکھا اور انھیں کی تعلیم کے موافق ذکر الٰہی کرتا رہا یہانتک کہ تھوڑے دنوں میں میرا قلب جاری ہو گیا اور عبادت کی لذت آنے لگی اور ایسا ہو گیا کہ جیسا ایک مرا ہوا زندہ ہو جاتا ہے اور سچی خوابیں آنے لگیں جو خواب دیکھتا وہ پوری ہو جاتی اور الہامات صحیحہ مجھ کو ہونے لگے یہ سب کچھ اُنکی توجہ کی برکت تھی وہ بارہا فرمایا کرتے تھے کہ ہر ایک برکت اللہ اور رسول کی پیروی میں ہے اور چار مذہب اور چار سلسلے جو لوگوں نے مقرر کر رکھے ہیں اُنکو دراصل کچھ چیز نہیں سمجھنا چاہیئے اور ہمیشہ اور ہر حال میں اپنا مدعا یہ رکھنا چاہیئے کہ واقعی طور پر اللہ اور رسول کی پیروی ہو جائے

جو بات اللہ اور رسول سے ثابت نہ ہو وہ صحیح نہیں ہے گو اس کا کوئی قائل ہو
اور فرمایا کرتے تھے کہ جیسے ایک شاگرد کہے کہ میں اپنے ہی اُستاد کا کہا مانونگا
نہ کسی اور کا۔ یہی چار مذہب کے اُن مقلدوں کی مثال ہے جو اتباع نبوی سے
اپنے آئمہ کی متابعت مقدم سمجھتے ہیں۔ حق خالص پر وہ لوگ ہیں جو قرآن اور
حدیث پر غور کرتے ہیں اور کلام اللہ سے سچائی کو ڈھونڈھتے ہیں اور پھر اُسپر
عمل کرتے ہیں۔ چار مذہب کا خواہ نخواہ فرمودہ خدا کا مخالف بنکر بھی پیرو بن
جانا یا چار سلسلوں میں ہی خدا تعالےٰ کے فیض کو محدود سمجھنا دینداروں کا
کام نہیں۔ یہ دین نہیں ہے بلکہ نفسانی باتیں ہیں۔ دین وہی ہے جو قرآن
لایا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھلایا۔ مینے ایک دفعہ کہا کہ آپ کا مرید بننا
چاہتا ہوں اجازت دیں تو مٹھائی لاؤں۔ فرمایا کہ کبار رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم صحابہ سے مٹھائی منگوایا کرتے تھے۔ ہر ایک نعمت محبت سے حاصل ہوتی
ہے۔ بارہا مجذوبانہ حالت میں کہتے کہ معین الدین چشتی اور قطب الدین بختیار
کاکی درویش تھے۔ اور میں بادشاہوں اور اُمراء سے سخت نفرت رکھتے
اور غریبوں سے محبت اور پیار سے پیش آتے اور بسنے کے لئے کوئی مکان
نہیں بنایا تھا۔ آزاد طبیعت تھے جہاں چاہتے رہتے اور بیماروں کا علاج
کرتے اور کسی سے ہرگز سوال نہ کرتے اور محبت الٰہی سے بھرے ہوئے تھے
اِن تاثیر کی صحبت سے جو مجھ کو نعمتیں ملی ان میں سے ایک بڑی نعمت
میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس وقت میں جو بڑے بڑے علماء ٹھوکر کھا کر مُنہ کے بل گر
پڑے۔ مجھ کو خدا تعالےٰ نے مرزا صاحب کی نسبت ٹھوکر کھانے سے بچا لیا
یہ استقامت میری قوت سے ظہور میں نہیں آئی۔ یہ اُس پیشگوئی کا اثر ہے
جو ایک عمر پہلے اِس زمانہ سے سُن چکا ہوں اُنھوں نے مجھ کو فرمایا تھا کہ تو

دیکھے گا کہ جب عیسیٰ آئے گا اُس وقت مولویوں کا کیا حال ہوگا۔ اس کلمہ میں انھوں نے میری طول عمر کی طرف بھی اشارہ کیا تھا جس سے یہہ مطلب تھا کہ تیس برس تک تیری زندگی وفا کرے گی میں اس وقت تک زندہ نہیں رہونگا مگر تو رہے گا۔ اور اُنکی فیض صحبت سے جس قدر مجھ کو رؤیا صالحہ آئیں انکو اس جگہ میں مفصل لکھ نہیں سکتا میں اکثر مولویوں سے تعلقات محبت و اخلاص رکھتا اور اُنکی ہمدردی کرتا۔ ایک دفعہ فرمانے لگے کہ ان مولویوں کا حال بھی دیکھا پھر کچھ عرصہ کے بعد خواب میں مجھ کو بعض مولوی نظر آئے جن کے کپڑے نہایت چرکین اور بدن نہایت دُبلے تھے اور حالت ذلیل اور خوار تھی اور وہ اِسی شہر لدھیانہ کے تھے جن کو میں جانتا ہوں جو اَب تک زندہ ہیں اور جن علماء کی صحبت سے وہ مجھ کو منع نہیں کرتے تھے بلکہ کہتے تھے کہ اُنکی صحبت میں رہو اُنکے اچھے حالات مجھ پر خواب میں کھلتے تھے چنانچہ مولوی محمد شاہ صاحب والد بزرگوار مولوی محمد حسن صاحب رئیس اعظم لدھیانہ کی خدمت میں میرا آنا جانا بہت تھا وہ ایک دفعہ مجھ کو خواب میں نظر آئے کیا دیکھتا ہوں کہ وہ ایک جماعت میں بیٹھے ہیں اور لباس اُن کا نہایت سفید ہے اور بہت عمدہ اور خوبصورت ہے اور جس قدر اُنکی محفل ہے تمام محفل کے لوگ سفید پوش ہیں اُس وقت میرے دِل میں یہ ڈالا گیا کہ مولوی محمد شاہ صاحب دین اور شریعت پر استقامت رکھتے ہیں اس لئے یہ لباس نظر آتا ہے۔ ایک دفعہ مجھ کو یہ خواب آیا کہ کوئی شخص مجھ کو کہتا ہے کہ تجھ پر ستر ایمان بخشے گئے ہیں یہ خواب مَینے مولوی محمد شاہ صاحب موصوف کے پاس بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ ایمان تو ایک ہی ہوتا ہے مگر یہ کمال ایمان کی طرف اشارہ ہے اور ستر کے عدد سے قوت ایمان اور خاتمہ بالخیر کا ظاہر

کرنا مقصود ہے۔ سو الحمد للہ کہ اس طوفان کے وقت میں مینے حق کو پہچان لیا اور خدا تعالی نے بچا لیا ❖

میں خوب جانتا ہوں کہ یہ تمام برکات گلاب شاہ صاحب کی صحبت کی ہیں وہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر میری صحبت میں رہنے سے کسی کو کچھ بھی فائدہ نہ ہو تو یہ فائدہ تو ضرور ہوگا کہ اُسکی عبادت میں حلاوت و قبولیت پیدا ہوگی یعنی خطرہ سلب ایمان سے بچ جائے گا سو خدا تعالے نے اس فتنہ کے زمانہ میں مجھے ٹھوکر سے محفوظ رکھا اور مرزا صاحب کی سچائی پر میرے دلکو قائم کر دیا ❖

بالآخر یہ بھی واضح رہے کہ اگرچہ مینے اللہ جلشانہ کی قسم کھاکر یہ اشتہار شائع کیا ہے لیکن جیسا کہ میں ازالہ اوہام میں لکھوا چکا ہوں میرے چال چلن کے واقف اس نواح میں بہت لوگ ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ میری زندگی کیسی صلاح اور تقوی سے گذری ہے اور ہمیشہ خدا تعالی نے مجھ کو ناپاک طریقوں جھوٹ اور افترا سے محفوظ رکھا ہے اور شہر لدھیانہ کے سرگروہ موحدین حضرت مولوی محمد حسن صاحب جن کے دادا صاحب کے وقت سے میں اس خاندان کے ساتھ تعلق و محبت و ارادت رکھتا ہوں اور ہم نشینی کا شرف بھی مجھ کو حاصل ہے وہ میرے حال سے خوب واقف ہیں وہ باوجود اختلاف رائے کے پھر بھی میرے لئے قرآن شریف اُٹھا کر قسم کھا سکتے ہیں کہ کریم بخش یعنے یہ عاجز ہمیشہ نیک نامی اور دینداری کے ساتھ عمر بسر کرتا رہا ہے اور دروغ و افترا جو بد معاشوں اور اوباشوں کا کام ہے کبھی اُس سے ظہور میں نہیں آیا اور اگر میرے مخدوم مولوی محمد شاہ صاحب آج زندہ ہوتے تو وہ بھی میرے صلاح و تقوی کی گواہی دیتے علاوہ اسکے ایک دانا سوچ

سکتا ہے کہ مجھے مرزا صاحب کے معاملہ میں ناحق کا جھوٹ بولنے اور افترا
کرنے سے بجز لعنت خلق و خالق اور کیا حاصل تھا ایک عظیم الشان خاندان
اسلام سے میرا قدیمی تعلق دوستی و برادری ہے یعنی خاندان مولوی محمد حسن صاحب
رئیس لدھیانہ پس جس حالت میں مولوی صاحب مرزا صاحب سے کنارہ کر گئے
اور ایک جہان اُنکو کافر کافر کہنے لگا تو مجھے کیا حاصل تھا کہ میں مرزا صاحب
کی طرف رجوع کر کے اپنا دین بھی برباد کرتا اور اپنی دنیا بھی اور اپنے معزز
بھائیوں کو چھوڑتا اور اپنی قوم سے بھی علیحدہ ہوتا سو جس چیز نے مجھے مرزا
صاحب کی طرف رجوع کیا اور خلقت کے لعن و طعن کو مینے اپنے پر گوارا کر لیا
اور اپنے قدیم مخدوم کو ناراض کیا وہ مرزا صاحب کی سچائی ہے جو گلاب شاہ کی
پیشگوئی سے مجھ پر کھل گئی اور پھر میں کہتا ہوں کہ میرے چال چلن کی حضرت
مولوی محمد حسن صاحب سے قسم دیکر تفتیش کرنی چاہیئے۔ میرے خیال میں وہ متقیوں
کی اولاد اور نجیب و شریف اور اہل علم اور باکمال مردوں کی ذرّیت ہیں وہ
میرے حال سے واقف اور میں اُنکی خاندانی شرافت اور نجابت سے واقف
ہوں اور اُنکے والد بزرگوار کے وقت سے میری اُن سے ملاقات ہے یہ سب
مینے محض للّٰہ لکھا ہے کیونکہ گمراہی کی ایک آگ بھڑک رہی ہے اگر ایک
شخص ہی میری اِس گواہی سے راہِ راست پر آجاوے تو انشاء اللہ مجھے اُس کا
اجر ملے گا میں بڈھا ہو گیا اور اب موت کے دن بہت قریب ہیں کیا تعجب کہ
رب کریم نکتہ نواز اُس نیک مرد کی طرح جس کا اُس نے ذکر خیر اپنی پاک کلام
میں لکھا ہے وَشَہِدَ شَاہِدٌ مِّنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ میرے پر صرف اسقدر عمل صالح
سے فضل کر دیوے اور وہ غفور رحیم ہے اب مینے جو کہنا تھا کہہ چکا اور اس
اشتہار کو ختم کرتا ہوں۔ ؎ گر نیاید بگوشِ رغبت کس۔ بر رسولاں بلاغ باشد و بس

بٹالوی صاحب کا ہمارے رسالہ آسمانی فیصلہ

پر جرح اور اُس کا جواب اور نیز آسمانی نشانوں کے پیش کرنے سے اتمام حجّت

شیخ بٹالوی صاحب نے جو رسالہ جواب فیصلہ آسمانی میں لکھا ہے اُس کے صفحہ ۲۶ و ۴۷ و ۵۰ و ۵۱ و ۵۲ وغیرہ میں بہت کچھ ہاتھ پیر مارے ہیں تا کسی طرح لوگوں کی نظر میں ہماری اُس درخواست مقابلہ کو جو حقیقی ایمان کی آزمایش کے لئے میاں نذیر حسین دہلوی اور اُنکے ہمخیال لوگوں کی خدمت میں پیش کی گئی تھی خلاف انصاف ثابت کر کے دکھلاویں مگر ہر ایک باخبر اور منصف مزاج سمجھ سکتا ہے کہ انھوں نے بجائے اس بات کے کہ ہماری حجّت کو اپنے اور اپنے شیخ دہلوی کے سر پر سے دُور کر سکتے اور بھی زیادہ اپنی تحریر سے اس بات کو ثابت کر دیا کہ اُن کو سچائی کی طرف قدم مارنا اور اپنے شیطانی اوہام سے نجات پاجانا کسی طرح منظور ہی نہیں۔ تمام لوگ جانتے ہیں اور شیخ جی کے تکفیر نامہ کو پڑھکر ہر یک شخص معلوم کر سکتا ہے کہ ان حضرت اور نذیر حسین نے بڑے اصرار اور قطع اور یقین سے اس عاجز کی نسبت کفر اور بے ایمانی کا فتویٰ لکھا ہے اور دجال اور ضال اور کافر نام رکھا ہے ان الزامات کی نسبت اگرچہ مَیں نے بار بار بیان کیا اور اپنی کتابوں کا مطلب سُنایا کہ کوئی کلمہ کفر ان میں نہیں ہے نہ مجھے دعوے نبوت و خروج از اُمت نہ میں منکر معجزات اور ملائک اور لیلۃ القدر سے انکاری ہوں اور آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا قائل اور یقین کامل سے جانتا ہوں
اور اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صلعم خاتم الانبیاء ہیں
اور آنجناب کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آئے گا نیا ہو یا پرانا
ہو اور قرآن کریم کا ایک شعشہ یا نقطہ منسوخ نہیں ہوگا ہاں محدث
آئینگے جو اللہ جلشانہٗ سے ہمکلام ہوتے ہیں اور نبوت تامہ کی بعض صفات
ظلّی طور پر اپنے اندر رکھتے ہیں اور بلحاظ بعض وجوہ شانِ نبوت کے رنگ
سے رنگین کئے جاتے ہیں اور اُن میں سے مَیں ایک ہوں لیکن ان بزرگوں نے
میرے اِن بیانات کو نہ سمجھا خاصکر نذیر حسین پر بہت افسوس ہے جس نے
پیرانہ سالی میں اپنے تمام معلومات کو خاک میں ملا دیا۔ غرض مَینے جب دیکھا
کہ یہ لوگ قرآن اور حدیث کو چھوڑتے ہیں اور کلام الٰہی کے اُلٹے معنے
کرتے ہیں تب مَینے ان سے بکلی نومید ہو کر خدا تعالیٰ سے آسمانی فیصلہ کی
درخواست کی۔ اور جیسا کہ خدا تعالےٰ نے میرے دل پر القا کیا وہ صورت
فیصلہ کے لئے مَینے پیش کردی اگر ان لوگوں کے دل میں انصاف اور
حق طلبی ہوتی تو اسکے قبول کرنے میں توقف نہ کرتے یہ درخواست کس قدر
فضول ہے کہ ایک سال کے عرصہ کو جو ایک الہامی امر ہے خود بخود بدلا دیا
جائے اور ایک یا دو ہفتے بجائے اسکے مقرر کئے جائیں یہ لوگ نہیں جانتے
کہ یہ میعاد منجانب اللہ ہے اور انسان تو اپنے اختیار سے کبھی جرأت ہی
نہیں کرسکتا کہ خوارق کے دکھلانے کے لئے کوئی میعاد مقرر کرسکے۔ انبیاء
نے بھی ایسا نہیں کیا اور اگر کوئی میعاد اپنی طرف سے مقرر کی تو عتاب ہوا
تو پھر کیونکر ایک سال ایک ہفتہ سے بدل سکتا ہے میں سوچ میں ہوں کہ ان
لوگوں کے دعاوی علم اور معرفت کہاں گئے کیا یہ نہیں جانتے کہ میعادوں کا

مقرر کرنا انسان کا کام نہیں اگر ان میں سے کسی ملہم کو دو ہفتہ میں کرامت دکھلانے کا الہام ہو گیا ہے تو بہت اچھا وہی اپنی کرامت ظاہر کرے میں اس کو قبول کرونگا اور اگر میں اُس کے مقابلہ سے عاجز رہا تو وہ سچے ٹھہرینگے۔ لیکن یاد رہے کہ یہ تمام دروغگوئی اور فضول گوئی ہے اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے اُنکے دلوں کو سخت کر دیا اور انکی آنکھوں پر پردے ڈال دیئے ہیں اس لئے وہ نہ دیکھ سکتے ہیں اور نہ سمجھ سکتے ہیں منصفوا سوچو کہ جو شخص ملہم ہوتا ہے کیا وہ اپنی طرف سے کچھ کہہ سکتا ہے پھر کیونکر میں اس میعاد کو بدل سکتا ہوں جسپر خدا تعالیٰ نے مجھ کو ان کے مقابل پر اطلاع دی ہاں اگر وہ خود بدل دے تو اس کا اختیار ہے انسان کا اختیار نہیں اور نہ اسپر کسی کا حکم ہے طلبگار باید صبور و حمول اگر ان میں سچی طلب ہے اور جہنّم کا خوف ہے تو ایک سال کیا دور ہے اور نیز اس جگہ ایک سال سے مُراد یہ نہیں کہ سال کے تمام دن پورے ہو جائیں بلکہ خدا تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے اس میعاد کے اندر ہی فیصلہ کر دے گا۔ اور قادر ہے کہ ابھی دو ہفتہ بھی نہ گذریں اور نشان ظاہر ہو بینے مقابلہ کے لئے اس لئے لکھا تھا کہ یہ لوگ نذیر حسین اور بٹالوی وغیرہ اِس عاجز کو کھلے کھلے طور پر کافر او مردود اور ملعون اور دجّال اور ضال لکھتے ہیں یہاں تک کہ انکے نزدیک میرے پر اعتقاد رکھنے والا بھی کافر ہو جاتا ہے تو پھر اس صورت میں ضرور تھا کہ ایمانی نشانوں کی آزمایش ہو۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ مومنوں کو خدا تعالےٰ خاص نشانوں سے ممتاز کر دیتا ہے چنانچہ وہ اُن آسمانی نشانوں کی رو سے اپنے غیر سے خواہ وہ کافر ہو یا منافق یا فاسق امتیاز کلی پیدا کر لیتے ہیں۔ سو اسی کی

طرف ان کو بُلایا گیا تھا۔ تا معلوم ہو جاوے کہ عند اللہ کون مومن اور کون مورد سخط و غضب الٰہی ہے اگر ان حضرات کو اپنے ایمان پر کچھ بھروسہ ہوتا تو مقابلہ سے فرار نہ کرتے۔ لیکن آج تک کسی نے میدان میں آکر مقابلہ کا نام بھی نہیں لیا اور اخیر عذر یہ پیش کیا کہ آپ دکھلاویں ہم قبول کرینگے اور اسکے ساتھ بھی یہ شرطیں لگا دیں کہ تب قبول کرینگے کہ جب آسمان سے مَن و سلوٰی نازل ہو یا کوئی مجذوم اچھا ہو جائے یا ایک کانے کو دوسری آنکھ مل جائے یا لکڑی کا سانپ بن جائے یا جلتی آگ میں کود پڑیں اور بچ جائیں دیکھو صفحہ ۵۰ جواب فیصلہ آسمانی ؛

ان تمام واہیات باتوں کا جواب یہ ہے کہ خدا تعالےٰ ان سب باتوں پر قادر ہے اور اسکے علاوہ بیشمار اور نشانوں پر بھی قادر ہے مگر اپنی مصلحت اور مرضی کے موافق کام کرتا ہے پہلے کفار نے بھی سوال کیا تھا فَلْيَأْتِنَا بِآيَةٍ كَمَا أُرْسِلَ الْأَوَّلُونَ یعنے اگر یہ نبی سچا ہے تو موسیٰ وغیرہ انبیاء بنی اسرائیل کے نشانوں کی مانند نشان دکھاوے اور مشرکین نے یہ بھی کہا کہ ہمارے مُردے ہمارے لئے زندہ کر دیوے یا آسمان پر ہمارے روبرو چڑھ جاوے اور کتاب لاوے جس کو ہم ہاتھ میں لے کر دیکھ لیں وغیرہ وغیرہ۔ مگر خدا تعالےٰ نے محکوموں کی طرح انکی پیروی نہیں کی اور وہی نشان دکھلائے جو اسکی مرضی تھی یہاں تک کہ بعض دفعہ نشان طلب کرنے والوں کو یہ بھی کہا گیا کہ کیا تمہارے لئے قرآن کا نشان کافی نہیں اور یہ جواب نہایت پر حکمت تھا کیونکہ ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ نشان دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ کہ ان میں اور سحر و مکر و دست بازی وغیرہ میں تفرقہ و تمیز کرنا نہایت مشکل بلکہ محال ہوتا

ہے اور دوسرے وہ نشان ہیں جو اِن مغشوش کاموں سے بکلّی تمیز رکھتے ہیں اور کوئی شائبہ یا شبہ سحر یا مکر یا دست بازی اور حیلہ گری کا ان میں نہیں پایا جاتا۔ سو انہی دوسری قسم میں سے قرآن کریم کا معجزہ ہے جو بکلّی روشن اور ہر یک پہلو اور ہر یک طور سے لعلِ تاباں کی طرح چمک رہا ہے۔ لکڑی کا سانپ بنانا کوئی ممیّز نشان نہیں ہے۔ حضرت موسیٰ نے بھی سانپ بنایا اور ساحروں نے بھی اور اب بھی بنائے جاتے ہیں مگر ابتک معلوم نہیں ہوا کہ سحر کے سانپ اور معجزہ کے سانپ میں مابہ الامتیاز کیا ہے۔ اِسی طرح سلبِ امراض میں عمل الترب میں مشق کرنیوالے خواہ وہ عیسائی ہیں یا ہندو یا یہودی یا مسلمان یا دہریہ اکثر کمال رکھتے ہیں اور البتہ بعض اوقات جذام وغیرہ امراض مزمنہ کو بمشیّت الٰہی اسی عمل کی تاثیر سے دُور کر دیتے ہیں سو صرف شفاء امراض پر حصر رکھنا ایک دھوکہ ہے جبتک اُسکے ساتھ پیشگوئی شامل نہ ہو۔ اسی طرح بعض تماشا کرنیوالے آگ میں بھی کودتے ہیں اور اُسکے اثر سے بچ جاتے ہیں سو کیا اس قسم کے تماشوں سے کوئی حقیقت ثابت ہو سکتی ہے۔ من سلویٰ کا تماشا شاید آپ نے کبھی دیکھا نہیں ایک ایک پیسہ لیکر کشمش وغیرہ برسا دیتے ہیں۔ اگر آپ آجکل کے یورپ کے تماشائیوں کو دیکھیں جو ایک مخفی فریب کی راہ سے سر کاٹ کر بھی پیوند کر دیتے ہیں تو شاید آپ انکے دست بیعت ہو جائیں مجھے یاد ہے کہ جالندھر کے مقام میں ایک شعبدہ باز مہتاب علی نام نے جو آخر توبہ کر کے اس عاجز کے سلسلہ بیعت میں داخل ہو گیا میرے مکان پر ایک مجلس میں شعبدہ دکھلایا تب آپ جیسے ایک بزرگ بول اُٹھے کہ یہ تو صریح کرامت ہے۔ حضرت ایسے کاموں سے ہرگز حقیقت نہیں کھلتی بلکہ اس زمانہ میں تو اور بھی شک پڑتا ہے۔ بہتیرے ایسے تماشا کرنیوالے اور طلسم دکھلانے والے پھرتے ہیں۔ کہ اگر آپ انکو دیکھیں تو کراماتی نام رکھیں لیکن کوئی عقلمند جسکی آجکل کے شعبدوں پر نظر محیط ہو ایسے کاموں کا نام نشان بیّن نہیں رکھ سکتا مثلاً اگر کوئی شخص ایک کاغذ کے پرچہ کو اپنی بغل میں پوشیدہ کر کے پھر بجائے کاغذ کے

اُس میں سے کبوتر نکالکر دکھلاوے تو پھر آپ جیسا کوئی آدمی اُسکو صاحب کرامات کہے تو کہے مگر ایک عقلمند جو ایسے لوگوں کے فریبوں سے بخوبی واقف ہے ہرگز اُس کا نام کرامت نہیں رکھے گا بلکہ اُسکو فریب اور دست بازی قرار دیگا۔ اِسی وجہ سے قرآن کریم اور توریت میں سچے نبی کی شناخت کے لئے یہ علامتیں قرار نہیں دیں کہ وہ آگ سے بازی کرے یا لکڑی کے سانپ بناوے یا اسی قسم کے اور کرتب دکھلاوے بلکہ یہ علامت قرار دی کہ اسکی پیشگوئیاں وقوع میں آجائیں یا اُسکی تصدیق کیلئے پیشگوئی ہو کیونکہ استجابت دُعا کے ساتھ اگر حسب مُراد کوئی امر غیب خدا تعالےٰ کسی پر ظاہر کرے اور وہ پورا ہو جائے تو بلا شبہ اُسکی قبولیت پر ایک دلیل ہوگی۔ اور یہ کہنا کہ نجومی یا رمّال اس میں شریک ہیں یہ سراسر خیانت اور مخالفت تعلیم قرآن ہے۔ کیونکہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے وَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ* پس جبکہ خدا تعالیٰ نے امور غیبیہ کو اپنے مرسلین کی ایک علامت خاصہ قرار دی ہے۔ چنانچہ دوسری جگہ بھی فرمایا ہے وَاِنْ یَّكُ صَادِقًا یُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُكُمْ* تو پھر پیشگوئی کو استخفاف کی نظر سے دیکھنا اور لکڑی کا سانپ بنانے کیلئے درخواست کرنا انہیں مولویوں کا کام ہے جنہوں نے قرآن کریم میں خوض کرنا چھوڑ دیا اور نیز زمانہ کی ہوا سے بے خبر ہیں ؛

بہرحال چونکہ میری طرف سے آسمانی فیصلہ میں ایمانی مقابلہ کے لئے درخواست ہے تو پھر مقابلہ سے دستکش ہو کر خاص مجھ سے نشانوں کے لئے استدعا کرنا اُس صورت میں میاں نذیر حسین اور بٹالوی صاحب کا حق پہنچتا ہے کہ جب حسب تحریر میری اوّل اس بات کا اقرار شائع کریں کہ ہم لوگ صرف نام کے مسلمان ہیں اور در اصل ایمانی انوار و

---

* نوٹ خدا تعالیٰ بجز ان لوگوں کے جنکو وہ ہدایت خلق کیلئے بھیجتا ہے کسی دوسرے کو اپنے غیب پر مطلع نہیں کرتا ؛

* اگر یہ رسول سچا ہے تو اسکی بعض پیشگوئیاں جو تمہارے حق میں ہیں پوری ہونگی یعنی پیشگوئی کا پورا ہونا سچائی کی نشانی ہے

علامات ہم میں موجود نہیں کیونکہ یکطرفہ نشانوں کے دکھلانے کے لئے بغرض کبر شکنی انکی کے یہی شرط آسمانی فیصلہ میں قرار دی ہے اور نیز ظاہر بھی ہے کہ ان لوگوں کو بجائے خود مومن کامل اور شیخ الکل اور ملہم ہونے کا دعویٰ ہے اور مجھ کو ایمان سے خالی اور بے نصیب سمجھتے ہیں تو بجز مقابلہ کے اور کونسی صورت فیصلہ کی ہے ہاں اگر اپنے ایمانی کمالات کے دعوے سے دست بردار ہو جائیں تو پھر یکطرفہ ثبوت ہمارے ذمہ ہے اِس بات کا جواب میاں نذیر حسین اور بٹالوی صاحب کے ذمہ ہے کہ وہ باوجود دعویٰ مومن کامل بلکہ شیخ الکل ہونے کے کیوں ایسے شخص سے بھاگتے ہیں جو انکی نظر میں کافر بلکہ سب کافروں سے بدتر ہے۔ اور کس بنا پر یکطرفہ نشان مانگتے ہیں اگر فیصلہ آسمانی کے جواب میں یہ درخواست ہے تو حسب منشاء اس رسالہ کے درخواست ہونی چاہیئے یعنی اگر اپنی ایمانداری کا کچھ دعویٰ ہے تو مقابلہ کرنا چاہیئے جیسا کہ آسمانی فیصلہ میں یہی شرط درج ہے ورنہ صاف اِس بات کا اقرار کر کے کہ ہم حقیقی ایمان سے خالی ہیں یکطرفہ نشان کی درخواست کریں ❖

بالآخر ہم یہ بھی ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ یہ دونوں پیشگوئیاں میاں گلاب شاہ اور نعمت اللہ ولی کی اِس عاجز کے حق میں حسب منشاء قرآن کریم کے نشان صریح ہیں جس میں کسی دست بازی اور مکر و فریب کی گنجایش نہیں۔ اب اگر کوئی صوفی پردہ نشین جو پردہ سے نکلنا نہیں چاہتا بقول بٹالوی صاحب اور میر عباس علی صاحب لدھیانوی کے بالمقابل نشان دکھلانے کو طیار ہے تو وہ بھی ایسی ہی دو پیشگوئیاں انھیں ثبوتوں کے ساتھ اپنے حق میں کسی گذشتہ ولی کی طرف سے پیش کرے ہم خدا تعالیٰ کی قسم یاد کر کے وعدہ کرتے ہیں کہ اگر یہ ثابت ہو جائیگا کہ وہ بھی ایسے ہی نشان اور اسی درجہ ثبوت پر اور ایسی عظمت کے ساتھ باعتبار اپنے بعد زمانہ کے پائے گئے ہیں تو ہم سزائے موت اٹھانے کے لئے بھی طیار ہیں اور اس عاجز کی اپنی گذشتہ پیشگوئیاں تین ہزار

کے قریب ہیں جو اکثر استجابت دُعا کے بعد ظہور میں آئی ہیں۔ ان میں سے دلیپ سنگھ کے رو کے جانے کی پیشگوئی ہے یعنی یہ کہ وہ اپنے قصد ارادہ پنجاب سے ناکام رہے گا یہ پیشگوئی اجمالی طور پر اشتہار میں چھپ چکی ہے اور صدہا آدمیوں کو زبانی سنائی گئی اسی طرح پنڈت دیانند کے فوت ہونے کی نسبت پیشگوئی اور شیخ مہر علی صاحب رئیس کے ابتلا اور پھر رہائی کی نسبت پیشگوئی۔ بٹالوی صاحب کے مخالف ہو جانیکی نسبت پیشگوئی وغیرہ۔ پیشگوئیاں جن کا مفصل ذکر موجب طول ہے اگر فریق مخالف کے مولویوں میں کچھ ایمان ہے تو ان پیشگوئیوں کے بارے میں بھی ایک جلسہ مقرر کر کے اوّل ہم سے ثبوت لیں اور پھر اُسکے موافق اپنی طرف سے پیشگوئیوں کا ثبوت دیں اور اگر بباعث اپنی تہیدستی کے ان دونوں طوروں مقابلہ سے عاجز آجائیں تو یہ بھی اختیار ہے کہ ایک سال کی مہلت پر آیندہ کے لئے آزمائش کرلیں کسی بڑے جھگڑے کی ضرورت نہیں۔ ہر یک پیشگوئی جو کسی دُعا کی قبولیت سے ظاہر ہو کسی اخبار میں بتقید اُسکے وقت ظہور کے چھپوا دیں اور اِس طرف سے بھی یہی کارروائی ہو سال گذرنے کے بعد خود معلوم ہو جائیگا کہ کون مؤید من اللہ اور کون مخذول اور مردود ہے اگر یہ بھی نہ کریں تو سب لوگ یاد رکھیں کہ ان مُلّاؤں کا ارادہ صرف حق پوشی اور بخل اور تعصب ہے حق جوئی سے کچھ غرض نہیں اگر انکو سمجھ ہو تو ایک بڑا نشان یہ بھی ہے کہ یہ لوگ دن رات اس نورالٰہی کے بجھانے کے لئے کوشش کر رہے ہیں اور ہر قسم کے مکر عمل میں لا رہے ہیں اور لوگوں کو بھڑکا رہے ہیں اور ناخنوں تک حق کے مٹانے کے لئے زور لگا رہے ہیں کفر کے فتوے لکھ رہے ہیں اور آزادی کے تمام منصوبے گھڑ رہے ہیں

نوٹ شیخ مہر علی صاحب کے ہاتھ میں قرآن شریف دیکر اس پیشگوئی کی نسبت انکو قسم دینی چاہیئے کیونکہ اگر کوئی زمانہ سازی یا مولویوں کے خوف سے انکار کرے تو قسم کے بعد تو ہرگز نہیں کرسکتا اگر کرے تو حلف دروغی کے وبال سے جلد رسوا ہو جاتا ہے ÷

یہاں تک کہ بٹالوی صاحب نے لوگوں کو برانگیختہ کیا ہے کہ گورنمنٹ کے سامنے جاکر سیاپا کریں۔ غرض کوئی دقیقہ مکر اور فریب اور سعی اور کوشش کا اٹھا نہیں رکھا اور ایک جہان اپنے ساتھ کر لیا ہے اور جیسا کہ مینے بٹالوی صاحب کو ان تمام واقعات سے پہلے اس الہام کی خبر دی تھی کہ میں اکیلا ہوں اور خدا میرے ساتھ ہے اب وہی صورت پیدا ہو رہی ہے لوگوں نے یہاں تک دشمنی کی ہے کہ رشتہ ناطہ کو چھوڑ دیا ہے باوجود ان تمام کارسازیوں کے جو کمال کو پہنچ گئی ہیں بالآخر ہم فتح پا جائیں تو اس سے بڑھ کر اور کیا نشان ہوگا ۔

اور اگر کسی کی آنکھیں ہوں تو اس عاجز پر جو کچھ عنایات اللہ جلشانہ کی وارد ہو رہی ہیں وہ سب نشان ہی ہیں دیکھو خدا تعالیٰ قرآن کریم میں صاف فرماتا ہے کہ جو میرا پر افترا کرے اس سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں اور میں جلد مفتری کو پکڑتا ہوں اور اس کو مہلت نہیں دیتا لیکن اس عاجز کے دعوے مجدد اور مثیل مسیح ہونے اور دعوے ہمکلام الٰہی ہونے پر اب بفضلہ تعالیٰ گیارہواں برس جاتا ہے کیا یہ نشان نہیں ہے اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ کاروبار نہ ہوتا تو کیونکر عشرہ کاملہ تک جو ایک حصہ عمر کا ہے ٹھہر سکتا تھا پھر میں کہتا ہوں کہ کیا یہ نشان نہیں ہے کہ الہامی پیشگوئیوں کے بالمقابل آزمائش کے لئے کوئی اس عاجز کے سامنے نہیں آسکتا اور اگر آوے تو خدا تعالیٰ اس کو سخت ذلیل کرے۔ ایسا ہی صدہا تائیدات الٰہیہ شامل حال ہو رہی ہیں۔ میں حضرت قدس کا باغ ہوں جو مجھے کاٹنے کا ارادہ کرے گا وہ خود کاٹا جائے گا مخالف روسیاہ ہوگا اور منکر شرمسار۔ یہ سب نشان ہیں مگر ان کے لئے جو دیکھ سکتے ہیں ۔

اے سخت اسیر بدگمانی ۔ وے بستہ کمر بہ بدزبانی

سوزم کہ چساں شوی مسلماں ۔ وایں طرفہ کہ کافرم بخوانی

تبلیغ روحانی

لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا

اگر خود آدمی کاہل نباشد در تلاشِ حق	خدا خود راہ بنماید طلبگارِ حقیقت را

یہ بات قرآن کریم اور حدیثِ نبوی سے ثابت ہے کہ مومن رؤیا صالحہ مبشرہ دیکھتا ہے اور اُسکے لئے دکھائی بھی جاتی ہیں بالخصوص جبکہ مومن لوگوں کی نظر میں مطرود اور مخذول اور ملعون اور مردود اور کافر اور دجال بلکہ اکفر اور شر البریہ ہو اس کوفت اور شکستِ خاطر کے وقت میں جو کچھ مکالمات پُر از لطف و احسان خدا تعالےٰ کی طرف سے مومن کے ساتھ واقعہ ہوتے ہیں اُس کو کون جانتا ہے ۔

رحمتِ خالق کہ رہبرِ اولیاست	ہست پنہاں زیرِ لعنت ہائے خلق

یہ عاجز خدا تعالیٰ کے احسانات کا شکر ادا نہیں کرسکتا کہ اس تکفیر کے وقت میں کہ ہر یک طرف سے اِس زمانہ کے علماء کی آوازیں آرہی ہیں کہ لست مومنا اللہ جلشانہ کی طرف سے یہ ندا ہے قل انی امرت و انا اوّل المؤمنین ایک طرف حضرات مولوی صاحبان کہہ رہے ہیں کہ کسی طرح اِس شخص کی بیخکنی کرو اور ایک طرف الہام ہوتا ہے یتربصون علیک الدوائر علیھم دائرۃ السوء۔ اور ایک طرف وہ کوشش کر رہے ہیں کہ اس شخص کو سخت ذلیل اور رسوا کریں اور ایک طرف خدا وعدہ کر رہا ہے کہ انی مھین من اراد اھانتک ۔ اللہ اجرک ۔ اللہ یعطیک جلالک ۔ اور ایک طرف مولوی لوگ فتوے پر فتوے لکھ رہے ہیں کہ اس شخص کی ہم عقیدگی اور پیروی سے انسان کافر ہو جاتا ہے اور ایک طرف خدا تعالےٰ اپنے اس الہام پر بتواتر زور دے رہا ہے کہ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ

غرض یہ تمام مولوی صاحبان خدا تعالیٰ سے لڑ رہے ہیں اب دیکھئے فتح کس کی ہوتی ہے
بالآخر واضح ہو کہ اس وقت میرا مدعا اس تحریر سے یہ ہے کہ بعض صاحبوں نے
پنجاب اور ہندوستان سے اکثر خوابیں متعلق زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور
نیز الہامات بھی اس عاجز کے بارہ میں لکھ کر بھیجی ہیں جن کا مضمون قریباً اور اکثر یہی
ہوتا ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے اور یا بذریعہ الہام
کے خدا تعالیٰ کی طرف سے معلوم ہوا ہے کہ یہ شخص یعنی یہ عاجز خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے
اسکو قبول کرو۔ چنانچہ بعض نے ایسی خوابیں بھی بیان کیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہایت
غضب کی حالت میں نظر آئے اور معلوم ہوا کہ گویا آنحضرت روضہ مقدسہ سے باہر تشریف
رکھتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تمام ایسے لوگ جو اس شخص یعنے اس عاجز کو عمداً استارہے
ہیں قریب ہے جو اُن پر غضب الٰہی نازل ہو۔ اوّل اوّل اس عاجز نے ان خوابوں
کی طرف التفات نہیں کی مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ کثرت سے دُنیا میں یہ سلسلہ شروع
ہو گیا یہانتک کہ بعض لوگ محض خوابوں ہی کے ذریعہ سے عناد اور کینہ کو ترک کر کے
کامل مخلصین میں داخل ہو گئے اور اسی بنا پر اپنے مالوں سے امداد کرنے لگے سو مجھے اس
وقت یاد آیا کہ براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں یہ الہام درج ہے جسکو دس برس کا عرصہ
گذر گیا اور وہ یہ ہے۔ ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء یعنی
ایسے لوگ تیری مدد کرینگے جنپر ہم آسمان سے وحی نازل کرینگے سو وہ وقت آ گیا
اس لئے میرے نزدیک قرین مصلحت ہے کہ جب ایک معقول اندازہ ان خوابوں
اور الہاموں کا ہو جائے تو انکو ایک رسالہ مستقلہ کی صورت میں طبع کر کے شائع کیا
جائے کیونکہ یہ بھی ایک شہادت آسمانی اور نعمت الٰہی ہے اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے
کہ واما بنعمت ربک فحدث لیکن پہلے اس سے ضروری طور پر یہ اطلاع
دی جاتی ہے کہ آئندہ ہر ایک صاحب جو کوئی خواب یا الہام اس عاجز کی نسبت دیکھ کر

بذریعہ خط اس سے مطلع کرنا چاہیں تو اُن پر واجب ہے کہ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر اپنے خط کے ذریعہ سے اس بات کو ظاہر کریں کہ ہم نے واقعی اور یقینی طور پر یہ خواب دیکھی ہے اور اگر ہم نے کچھ اس میں ملایا ہے تو ہم پر اسی دُنیا اور آخرت میں لعنت اور عذاب الٰہی نازل ہو اور جو صاحب پہلے قسم کھا کر اپنی خوابیں بیان کر چکے ہیں انکو دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں مگر وہ تمام صاحب جنھوں نے خوابیں یا الہامات تو لکھ کر بھیجے تھے لیکن وہ بیانات اُنکے موکد بقسم نہیں تھے اُنپر واجب ہے کہ پھر دوبارہ اُن خوابوں یا الہامات کو قسم کے ساتھ موکد کر کے ارسال فرماویں۔ اور یاد رہے کہ بغیر قسم کے کوئی خواب یا الہام یا کشف کسی کا نہیں لکھا جاویگا اور قسم بھی اس طرز کی چاہیئے جو ہم نے ابھی بیان کی ہے ÷

اس جگہ یہ بھی بطور تبلیغ کے لکھتا ہوں کہ حق کے طالبان جو مواخذہ الٰہی سے ڈرتے ہیں وہ بلاتحقیق اس زمانہ کے مولویوں کے پیچھے نہ چلیں اور آخری زمانہ کے مولویوں سے جیسا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈرایا ہے ویسا ہی ڈرتے رہیں اور اُنکے فتووں کو دیکھ کر حیران نہ ہو جاویں کیونکہ یہ فتوے کوئی نئی بات نہیں اور اگر اس عاجز پر شک ہو اور وہ دعویٰ جو اس عاجز نے کیا ہے اُسکی صحت کی نسبت دل میں شُبہ ہو تو میں ایک آسان صورت رفع شک کی بتلاتا ہوں جس سے ایک طالب صادق انشاء اللہ مطمئن ہو سکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اوّل توبہ نصوح کر کے رات کے وقت دو رکعت نماز پڑھیں جسکی پہلی رکعت میں سورۃ یٰسین اور دوسری رکعت میں اکیس مرتبہ سورۃ اخلاص ہو اور پھر بعد اسکے تین سو مرتبہ درود شریف اور تین سو مرتبہ استغفار پڑھ کر خدا تعالیٰ سے یہ دُعا کریں کہ اے قادر کریم تو پوشیدہ حالات کو جانتا ہے اور ہم نہیں جانتے اور مقبول اور مردود اور مفتری اور صادق تیری نظر سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا پس ہم عاجزی سے تیری جناب میں التجا کرتے ہیں کہ اس

شخص کا تیرے نزدیک کہ جو مسیح موعود اور مہدی اور مجدد الوقت ہونے کا دعویٰ کرتا ہے کیا حال ہے۔ کیا صادق ہے یا کاذب۔ اور مقبول ہے یا مردود۔ اپنے فضل سے یہ حال رؤیا یا کشف۔ یا الہام سے ہم پر ظاہر فرما تا اگر مردود ہے تو اسکے قبول کرنیسے ہم گمراہ نہ ہوں اور اگر مقبول ہے اور تیری طرف سے ہے تو اُسکے انکار اور اُسکی اہانت سے ہم ہلاک نہ ہو جائیں ہمیں ہر ایک فتنہ سے بچا اور ہر ایک قوت تجھ کو ہی ہے آمین۔ یہ استخارہ کم سے کم دو ہفتے کریں لیکن اپنے نفس سے خالی ہو کر کیونکہ جو شخص پہلے ہی بغض سے بھرا ہوا ہے اور بدظنی اُسپر غالب آ گئی ہے۔ اگر وہ خواب میں اس شخص کا حال دریافت کرنا چاہے جسکو وہ بہت ہی بُرا جانتا ہے تو شیطان آتا ہے اور موافق اُس ظلمت کے جو اسکے دل میں ہے اور پُر ظلمت خیالات اپنی طرف سے اُسکے دل میں ڈال دیتا ہے پس اُس کا پچھلا حال پہلے سے بھی بدتر ہوتا ہے۔ سو اگر تو خدا تعالیٰ سے کوئی خبر دریافت کرنا چاہے تو اپنے سینہ کو بکلّی بغض اور عناد سے دھو ڈال اور اپنے تئیں بکلّی خالی النفس کر کے اور دونوں پہلوؤں بغض اور محبت سے الگ ہو کر اُس سے ہدایت کی روشنی مانگ کہ وہ ضرور اپنے وعدہ کے موافق اپنی طرف سے روشنی نازل کریگا جسپر نفسانی اوہام کا کوئی دُخان نہیں ہوگا۔ سو اے حق کے طالبو۔ ان مولویوں کی باتوں سے فتنہ میں مت پڑو۔ اُٹھو اور کچھ مجاہدہ کر کے اُس قوی اور قدیر اور علیم اور ہادی مطلق سے مدد چاہو اور دیکھو کہ اب میں نے یہ روحانی تبلیغ بھی کر دی ہے آئندہ تمہیں اختیار ہے۔

والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

المبلّغ غلام احمد عفی عنہ

شیخ بٹالوی صاحب کے فتویٰ تکفیر کی کیفیت

اِس فتویٰ کو میں نے اوّل سے آخر تک دیکھا جن الزامات کی بنا پر یہ فتویٰ لکھا ہے

انشاء اللہ بہت جلد اُن الزامات کے غلط اور خلاف واقعہ ہونے کے بارے میں ایک رسالہ اس عاجز کی طرف سے شائع ہونیوالا ہے جس کا نام دافع الوساوس ہے با ایں ہمہ مجھ کو اِن لوگوں کے لعن وطعن پر کچھ افسوس نہیں اور نہ کچھ اندیشہ بلکہ میں خوش ہوں کہ میاں نذیر حسین اور شیخ بٹالوی اور انکے اتباع نے مجھ کو کافر اور مردود اور ملعون اور دجّال اور ضال اور بے ایمان اور جہنمی اور اکفر کہہ کر اپنے دل کے وہ بخارات نکال لیئے جو دیانت اور تقویٰ کے التزام سے ہرگز نہیں نکل سکتے تھے اور جس قدر میری اتمام حجت اور میری سچائی کی تلخی سے ان حضرات کو زخم پر زخم پہنچا۔ اس صدمہ عظیمہ کا غم غلط کرنے کے لئے کوئی اور طریق بھی تو نہیں تھا بجز اس کے کہ لعنتوں پر آجاتے مجھے اس بات کو سوچکر بھی خوشی ہے کہ جو کچھ یہودیوں کے فقیہوں اور مولویوں نے آخرکار حضرت مسیح علیہ السلام کو تحفہ دیا تھا وہ بھی تو یہی لعنتیں اور تکفیر تھی جیسا کہ اہلِ کتاب کی تاریخ اور ہر چہار انجیل سے ظاہر ہے تو پھر مجھے مثیل مسیح ہونیکی حالت میں ان لعنتوں کی آوازیں سُنکر بہت ہی خوش ہونا چاہیئے کیونکہ جیسا کہ خدا تعالٰے نے مجھ کو حقیقت دجّالیہ کے ہلاک اور فانی کرنے کے لئے حقیقت عیسویہ سے متصف کیا۔ ایسا ہی اُس نے اس حقیقت کے متعلق جو جو نوازل و آفات تھے ان سے بھی خالی نہ رکھا۔ لیکن اگر کچھ افسوس ہے تو صرف یہ کہ بٹالوی کو اس فتوے کے طیار کرنے میں یہودیوں کے فقیہوں سے بھی زیادہ خیانت کرنی پڑی اور وہ خیانت تین قسم کی ہے اوّل یہ کہ بعض لوگ جو مولویت اور فتوے دینے کا منصب نہیں رکھتے وہ صرف مکفّرین کی تعداد بڑھانے کے لیے مفتی قرار دیئے گئے۔ دوسرے یہ کہ بعض ایسے لوگ جو علم سے خالی اور علانیہ فسق و فجور بلکہ نہایت بدکاریوں میں مبتلا تھے وہ بڑے عالم متشرع متصوّر ہو کر اُنکی مُہریں لگائی گئیں تیسرے ایسے لوگ جو علم اور دیانت رکھتے تھے مگر واقعی طور پر اس فتوے پر اُنھوں نے مُہر نہیں لگائی بلکہ بٹالوی صاحب نے سراسر چالاکی

اور افترا سے خود بخود اُن کا نام اُس میں جڑ دیا۔ ان تینوں قسم کے لوگوں کے بارے میں ہمارے پاس تحریری ثبوت ہیں اگر بٹالوی صاحب یا کسی اور صاحب کو اس میں شک ہو تو وہ لاہور میں ایک جلسہ منعقد کر کے ہم سے ثبوت مانگیں۔ تا سیاہ روئے شود ہر کہ درو غش باشد۔ یوں تو تکفیر کوئی نئی بات نہیں ان مولویوں کا آبائی طریق یہی چلا آتا ہے کہ یہ لوگ ایک باریک بات سُنکر فی الفور اپنے کپڑوں سے باہر ہو جاتے ہیں اور چونکہ خدا تعالیٰ نے یہ عقل تو انکو دی ہی نہیں کہ بات کی تہ تک پہنچیں اور اسرار غامضہ کی گہری حقیقت کو دریافت کر سکیں اس لئے اپنی نافہمی کی حالت میں تکفیر کیطرف دوڑتے ہیں اور اولیائے کرام میں سے ایک بھی ایسا نہیں کہ انکی تکفیر سے باہر رہا ہو۔ یہانتک کہ اپنے منہ سے کہتے ہیں کہ جب مہدی موعود آئیگا تو اسکی بھی مولوی لوگ تکفیر کرینگے اور ایسا ہی حضرت عیسٰی جب اُتریںگے تو اُنکی بھی تکفیر ہو گی۔ ان باتوں کا جواب یہی ہے کہ اے حضرات آپ لوگوں سے خدا کی پناہ۔ اور سبحانہ خود اپنے برگزیدہ بندوں کو آپ لوگوں کے شر سے بچاتا آیا ہے ورنہ آپ لوگوں نے تو ڈاین کیطرح اُمت محمدیہ کے تمام اولیائے کرام کو کھا جانا چاہا تھا اور اپنی بدزبانی سے نہ پہلوں کو چھوڑا نہ پچھلوں کو اور اپنے ہاتھ سے اُن نشانیوں کو پوری کر رہے ہیں جو آپ ہی بتلا رہے ہیں۔ تعجب کہ یہ لوگ آپس میں بھی تو نیک ظن نہیں رکھتے۔ تھوڑا عرصہ گذرا ہے کہ موحدین کی بیدینی پر مدار الحق میں شاید تین سو کے قریب مُہر لگی تھی پھر جبکہ تکفیر ایسی سستی ہے تو پھر انکی تکفیروں سے کوئی کیونکر ڈرے مگر افسوس تو یہ ہے کہ میاں نذیر حسین اور شیخ بٹالوی نے اس تکفیر میں جعلسازی سے بہت کام لیا ہے اور طرح طرح کے افتراء کر کے اپنی عاقبت درست کر لی ہے۔ اس مختصر رسالہ میں ہم مفصل ان خیانتوں کا ذکر نہیں کر سکتے جو شیخ بٹالوی نے حسب منشاء شیخ دہلوی اپنے کفر نامہ میں کام میں لا کر اپنا نامۂ اعمال درست کیا ہے صرف بطور نمونہ ایک مولوی صاحب کا خط معہ اُنکے چند اشعار کے ذیل

میں لکھا جاتا ہے اور وہ یہ ہے:۔

بحضور فیض گنجور حضرت مجدد وقت مسیح الزمان مہدی دوران حضرت مرزا غلام احمد صاحب دام برکاتہ۔

پس از سلام سنت اسلام گذارش حال اینکہ۔ غریب نواز پٹیالہ سے حضور کے تشریف لے جانے کے بعد سکنائے بلدہ نے مجھ کو نہایت تنگ کیا۔ یہاں تک کہ مساجد میں نماز ادا کرنے سے بند کیا گیا۔ مینے اپنے بعض دوستوں کو ناحق کا الزام دور کرنیکے لئے یہ لکھ دیا کہ میرا عقیدہ اہلسنت والجماعت کے موافق ہے اور انکار ختم نبوت اور وجود ملائکہ ومعجزات انبیاء ولیلۃ القدر وغیرہ موجب کفر والحاد سمجھتا ہوں۔ وہی تحریر میری مولوی محمد حسین مہتمم اشاعۃ السنۃ نے لے کر اپنے کفرنامہ میں جو آپ کے لئے تیار کیا تھا درج کردی۔ مینے خبر پاکر مولوی محمد حسین صاحب کی خدمت میں خط لکھا کہ جو میری طرف سے فتوی تکفیر پر عبارت لکھی گئی ہے وہ کاٹ دینی چاہیئے کیونکہ میں حضرت مرزا صاحب کے مکفر کو خود کافر وملحد سمجھتا ہوں۔ مولوی صاحب نے اس کا کوئی جواب نہ بھیجا پیچھے سے مجھے معلوم ہوا کہ انھوں نے میرا نام مکفرین کے زمرہ میں چھاپ کر شائع کردیا سو میرے فتوے کی یہ حقیقت ہے۔ یہ نالائق حضور سے بیعت ہوچکا ہے لِلّٰہ اس عاجز کو اپنی جماعت سے خارج تصور نہ فرماویں۔ میں اس ناکردہ گناہ سے خداوند تعالیٰ کی درگاہ میں توبہ کرتا ہوں اور حضور سے معافی مانگتا ہوں اور چند ابیات محبت اور عقیدت کے جوش سے مینے حضور کے بارہ میں تالیف کئے ہیں وہ بھی ذیل میں تحریر کرتا ہوں اور امیدوار ہوں کہ میری یہ تمام تحریر معہ اشعار کے طبع کراکر شائع کردی جاوے۔

اشعار یہ ہیں

موجب کفر است تکفیرِ تو اے کانِ کرم	ویں مواہیر وفا وے رہزنِ راہ ارم

آرزو دارم کہ جان و مال قربانت کنم
چوں بتابم رُو ز تو حاشا و کلّا این کجا
دینِ مُردہ را بقالب جان در آمد از دمت
من کجا و این طور بد عہدی و بیراہی کجا
حملہ ہا کردند این غولانِ راہِ حق بہ من
این یہودی سیرتاں قدرِ تُرا نشناختند
ہر کہ تکفیرت کند کافر ہماں ساعت شود
بر من اعمیٰ بہ بخشش اے حضرتِ مہرِ منیر
تا روانم ہست در تن از دل و جانم غلام
نورِ ماہِ دینِ احمدؐ بر وجودت شد تمام
حسبِ تبشیرِ نبیؐ بر وقت خود کردی ظہور
مشکلاتِ دینِ حق بر دست تو آساں شدند
از رہِ منّت در و نم را مسلماں کردہٗ

این تمنا ایم بر آرد کارسازِ قادرم
من فدائے روئے تو اے رہبرِ دیں پرورم
چوں ازیں انفاسِ اعراضے کنم اے متہم
خادمم تا زندہ ہستم و از دل و جاں چاکرم
رہ زندے گر نبودے لطفِ یزداں سہرم
چوں نبیٔ ناصری نفریں شنیدی لاجرم
حق نگہدارد مرا زیں زمرۂ نامحترم
گر خطا دیدی ازاں بگذر کہ من مستغفرم
لطف فرما کز تذلّل بر درِ تو حاضرم
آمدی بر چاردہ اے بدرِ تام و انورم
السلام اے رحمتِ ذاتِ جلیل و اکرم
میکنی تجدیدِ دین از فضلِ ربِّ ذوالکرم
گر نباشم جاں نثارِ آستانت کافرم

راقم خاکسار مولوی حافظ عظیم بخش پٹیالوی۔ ۲۴ مئی ۱۸۹۲ء

اگر کوئی جگہ حضور کے رسالہ میں خالی ہووے تو یہ اشتہار مندرجہ ذیل میرے مکرم و شفیق استاد کا بھی طبع فرما کر ممنون فرماویں ؛

اشتہار

بو فتوےٰ بحق اماما مجددنا مسیحنا و مسیح الدنیا میرزا غلام احمد صاحب قادیانی محمد حسین بٹالوی اڈیٹر اشاعۃ السنہ نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں شائع کیا ہے۔ اسکے علماء پٹیالہ کی فہرست میں میرے بعض احباب نے میرے ہمنام مولوی عبد اللہ پٹیالوی کے نام کو میرا نام خیال کیا ہے اور بعض نے دریافت کے لئے میرے نام عنایت نامجات بھی ارسال فرمائے ہیں۔ اڈیٹر اشاعۃ السنہ نے ناظرین کو اور بھی شبہ میں ڈالا کہ اس نام پر یہ نوٹ ایزاد کیا کہ "یہ مولوی صاحب بھی میرزا صاحب کے پہلے معتقد تھے" لہذا میں جمیع احباب کو اطلاع دیتا ہوں کہ مولوی عبد اللہ پٹیالوی اور شخص ہیں اور وہ کبھی پہلے بھی مرزا صاحب کے معتقد نہ تھے اور نہ ہیں۔ باقی رہا نیازمند۔ سو میں اسی طرح اس فدائے قوم و کشتہ اسلام کا معتقد و نیازمند ہوں ؛

المشتہر

خاکسار محمد عبد اللہ خان۔ دوم مدرس عربی مہندر کالج
پٹیالہ ۲۴ ذیقعدہ ۱۳۰۹ھ

رسالہ نشان آسمانی کی امداد طبع کیلئے جو مخلص دوستوں کیطرف خط لکھے گئے تھے ان کا خلاصہ جواب

خلاصہ خط اخویم مولوی سید تفضل حسین صاحب تحصیلدار علیگڈہ ضلع فرخ آباد سلمہ اللہ تعالیٰ

"ذوو الانامے بندگان عالی شرف ورود لائے باعث عزت ہوئے مجھ کو بہت شرم ہے کہ عرصہ سے میں نے کوئی عریضہ حضور میں نہیں بھیجا مگر ہر وقت یاد بندگان والا میں رہا کرتا ہوں حضور کا نام نامی میرا وظیفہ ہے اور اکثر حضور کی کتب دیکھا کرتا ہوں اور ان کو ذریعہ بہتری دارین سمجھتا ہوں پچاس جلد رسالہ نشان آسمانی یا جسقدر حضور خود چاہیں میرے پاس بھجوادیں میں ان کو خرید کرونگا اور اپنے دوستوں میں تقسیم کردونگا مجھے حضور کی کتابوں کی اشاعت سے دلی خوشی پہنچتی ہے اور میرے سب اہل و عیال خوش اور اچھے ہیں اور حضور کو یاد کرتے ہیں +

عریضہ نیاز کمترین تفضل حسین از علیگڈہ ضلع فرخ آباد ۱۳ مئی ۱۸۹۲ء

مولوی صاحب موصوف چندہ امدادی دیتے ہیں اور امداد کے طور پر اپنی تنخواہ میں سے رقم کثیر دے چکے ہیں +

خلاصہ خط اخویم نواب محمد علی خان صاحب رئیس کوٹلہ مالیر سلمہ اللہ تعالیٰ

جناب کا عنایت نامہ پہنچا۔ بندہ رسالہ نشان آسمانی کی دو سو جلد فی الحال خرید کرے گا۔ راقم محمد علی خان۔

نواب صاحب موصوف ابھی تھوڑا عرصہ ہوا کہ پانچ سو روپیہ کی کتابیں اس عاجز کی خرید کرکے محض للہ تقسیم کر چکے ہیں +

خلاصہ خط اخویم حکیم فضل دین صاحب بھیروی سلمہ اللہ تعالےٰ

سات سو جلد رسالہ نشان آسمانی نابکار کے خرچ سے چھپوایا جائے اور فروخت کیا جائے اور اس کی قیمت حضور اپنی مرضی سے جہاں چاہیں خرچ فرماویں ۔ بیس روپیہ معہ بقیہ چندہ دو روپیہ محمد صاحب عرب بھی ارسال خدمت ہیں اور مابعد میں عنقریب ایک سو روپیہ یا اس سے دس بیس روپیہ زائد بھیجتا ہوں یا جلد تر خود لے کر باریاب خدمت ہوں گا ورنہ منی آرڈر بھیجدوں گا۔ (ایک سو روپیہ پہنچ گیا)۔ حکیم صاحب موصوف پہلے بھی تخمیناً سات سو روپیہ امداد کے طور پر دے چکے ہیں ۔

خلاصہ خط اخویم حضرت مولوی حکیم نور دین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ معالج ریاست جموں

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم مع التسلیم۔ امابعد یہ خاکسار بالکل نابکار اور خاکساری کے ساتھ نہایت ہی شرمسار بحضور حضرت مسیح الزمان عرض پرداز۔ اس خادم با اخلاص اور دلی مرید کا جو کچھ ہے بتمامہ آپ ہی کا ہے زن و فرزند و روپیہ آبرو و جان میری یہی سعادت ہے کہ تمام خرچ میرا ہو پھر جسقدر حضور پسند فرماویں۔ برادرم فصیح بھی اس وقت موجود ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر میرے مطبع پنجاب پریس سیالکوٹ میں حضور رسالہ کو طبع فرماویں تو چہارم حصہ قیمت کا منافع لے ہے گا ۔

مولوی حکیم نور دین صاحب اپنے اخلاص اور محبت اور صفت ایثار اور للہ شجاعت اور سخاوت اور ہمدردی اسلام میں عجیب شان رکھتے ہیں کثرت مال کے ساتھ کچھ قدر قلیل خدا تعالیٰ کی راہ میں دیتے ہوئے تو بہتوں کو دیکھا مگر خود بھوکے پیاسے رہ کر اپنا عزیز مال رضا مولیٰ میں اٹھا دینا اور اپنے لئے دنیا میں

سے کچھ نہ بنانا یہ صفت کامل طور پر مولوی صاحب موصوف میں ہی دیکھی یا اُن میں جن کے دلوں پر اُنکی صحبت کا اثر ہے مولوی صاحب موصوف اب تک تین ہزار روپیہ کے قریب لِلّٰہ اس عاجز کو دے چکے ہیں اور جس قدر اُن کے مال سے مجھ کو مدد پہنچی ہے اسکی نظیر اب تک کوئی میرے پاس نہیں۔ اگرچہ یہ طریق دُنیا اور معاشرت کے اصولوں کے مخالف ہے مگر جو شخص خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایمان لاکر اور دین اسلام کو ایک سچا اور منجانب اللہ دین سمجھ کر اور ساتھ اپنے زمانہ کے امام کو بھی شناخت کر کے اللہ جلشانہٗ اور رسول اللہ صلعم اور قرآن کریم کی محبت اور عشق میں فانی ہو کر محض اعلاء کلمہ اسلام کے لئے اپنے مال حلال اور طیّب کو اس راہ میں فدا کرتا ہے اس کا جو عنداللہ قدر ہے وہ ظاہر ہے اللہ جلشانہ فرماتا ہے۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۝

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار	جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اس پر نثار
اسی فکر میں رہتے ہیں روز و شب	کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب
اسے دے چکے مال و جان بار بار	ابھی خوف دل میں کہ ہیں نابکار
لگاتے ہیں دل اپنا اس پاک سے	وہی پاک جاتے ہیں اس خاک سے

خدا تعالیٰ اس خصلت اور ہمت کے آدمی اس امت میں زیادہ سے زیادہ کرے۔ آمین ثم آمین +

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز اُمت نورِ دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پُر از نورِ یقیں بودے +

مطبع الفضل محمود ۔ اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام چوہدری اللہ بخش پرنٹر چھپوا کر